﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 13/اپریل 2012ء | 20/جمادی الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 13/شہادت 1391 ہجری شمسی | شمارہ 15

سچے مومن کی نشانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مومن بن جاؤ گے‘‘۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع حدیث نمبر 4207)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

معجزہ سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کر کے دکھا دے اور خدا کی ہستی پر شاہد ناطق ہو۔

جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال نہ ہو تب تک اُسے ہدایت کی راہ نصیب نہیں ہوتی۔

واجب الادا مہر کی ادائیگی

19/فروری 1905ء۔ بعد نماز مغرب: ’’ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا۔ مگر وہ عورت کہتی تھی تُو اپنی نصف نیکیاں مجھے دیدے تو بخش دُوں۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں۔ بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مرگئی ہے۔ خاوند کیا کرے؟

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ: اسے چاہئے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دے دے۔ اگر اس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے۔ شرعی حصّہ لے سکتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے‘‘۔

ایک لطیف نکتہ

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اثناءِ گفتگو میں ذکر کیا کہ یہ ایک لطیف بات ہے کہ جس قدر مجدّد گزرے ہیں ان کے نام کی محمد یا احمد کی جز وضروری ہوتی رہی ہے۔ قسطنطنیہ میں عجیب قسم کے نام لوگوں کے ہوتے ہیں مگر وہ مہدی جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا اس کے نام میں بھی مُحمّد کا لفظ تھا۔

معجزات میں افراط و تفریط

موجودہ زمانے کے حالات پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’ایک گروہ تو معجزات سے قطعی منکر ہے جیسے کہ نیچری اور آریہ وغیرہ۔ اس نے تفریط کا پہلو اختیار کیا ہے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو کہ افراط کی طرف چلا گیا ہے جیسے کہ بعض لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے معجزات بیان کیا کرتے ہیں کہ بارہ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی اور حضرت عزرائیل کے ہاتھ سے آسمان پر جا کر قبض شدہ اَرواح چھین لیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ دونوں فریقوں نے معجزہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہے۔ معجزہ سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کر کے دکھا دے اور خدا کی ہستی پر شاہدِ ناطق ہو‘‘۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر ہدایت حاصل نہیں ہوتی

20/فروری 1905ء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشاء کی نماز سے کچھ پیشتر تشریف لا کر مجلس فرمائی۔ خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا تذکرہ رہا۔ بعض کفار کی حالت پر آپ نے فرمایا کہ:

جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شاملِ حال نہ ہو تب تک اُسے ہدایت کی راہ نصیب نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ موت تک کفر ہی پر راضی رہتے ہیں اور کبھی اُن کے دل میں خیال نہیں گزرتا کہ ہم غلطی پر ہیں حتی کہ اسی میں مَر جاتے ہیں‘‘۔

اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ چند یوم ہوئے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ان کے گاؤں کی آبادی چار سو باشندوں کی تھی۔ طاعون جو پڑی تو سب کے سب ہلاک ہو گئے صرف چالیس شخص بچے اور ان میں سے بھی صرف نو کس تندرست تھے اور باقی کچھ نہ کچھ مریض ہی تھے۔ ان نو میں اُن کا چچا بھی تھا۔ ان کے دل میں آیا کہ اس قدر عبرتناک حادثہ موت کا چونکہ گاؤں میں گزرا ہے، ممکن ہے کہ چچا کا دل رقیق ہوا ہو۔ چلو اُسے چل کر تبلیغ کر آویں شاید ہدایت نصیب ہو۔ باوجود اس کے کہ لوگوں نے اس طاعون زدہ گاؤں میں جانے سے روکا مگر تبلیغ حق کے جوش میں وہ چلے گئے اور جا کر اپنے چچا کو اس سلسلہ کی صداقت کی نسبت سمجھایا۔ چچا نے یہ جواب دیا کہ اگر یہ طاعون مرزے کی مخالفت کی وجہ سے ہے تو مجھے خوشی سے اس سے مرجانا قبول ہے بیشک مجھے طاعون ہو۔ انجام یہ ہوا کہ وہ اور اس کا تمام بال بچہ تباہ اور ہلاک ہو گیا، مگر مخالفت پر برابر آمادہ رہا اور مرتے دم تک نہ مانا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 235 تا 237۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

دنیا میں امن کیسے قائم ہوسکتا ہے؟

(حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر فرمودہ 19 اکتوبر 1946ء بمقام دہلی سے ایک اہم اقتباس)

دوسری اور آخری قسط

دوسرا سوال یہ ہے کہ دُنیوی طور پر حکومتوں کے اختلاف کس طرح مٹ سکتے ہیں؟

اِس سوال کا جواب مَیں پہلے دے چکا ہوں کہ موجود زمانہ میں یہ چیز بظاہر مشکل نظر آتی ہے لیکن ناممکن نہیں۔ یہ دوسری قسم کا اختلاف دنیا میں پارٹی سسٹم کی وجہ سے تقویت پکڑ رہا ہے۔ اِس سسٹم کی وجہ سے ایک حکومت دوسری حکومت سے اختلاف رکھتی ہے بلکہ حکومتوں کے اندر بھی یہ فساد پایا جاتا ہے۔ مگر ہم ان کا فیصلہ نہیں کرسکتے ان کا فیصلہ خود حکومتیں ہی کرسکتی ہیں۔

اب مَیں یہ بیان کروں گا کہ اسلامی تعلیم ایسے حالات میں ہماری کیا راہ نمائی کرتی ہے یہ اور بات ہے کہ دنیا اِس پر عمل کرے یا نہ کرے کیونکہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں۔ مَیں بادشاہ نہیں ہوں کہ کسی کو یہ بات منوا سکوں، نہ مَیں ہندوستان والوں کو اپنی بات منوا سکتا ہوں اور نہ ہی انڈونیشیا والوں اور فلسطین کے لوگوں کو اپنی بات منوا سکتا ہوں۔ میرے پاس سوائے دلیل کے اور کوئی طاقت نہیں۔ پس اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ تمام دنیا کا اتحاد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو مَیں اسے یہی کہوں گا کہ بظاہر ناممکن ہے ہاں اسلام نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر ساری دنیا میں ایک حکومت قائم نہ ہوسکے تو تمام حکومتیں مل کر ایک ایسا نظام قائم کریں جو کہ اس کے قائمقام ہوسکے۔ یورپ میں جب لیگ آف نیشنز کا تقرر ہوا تو اسے یورپ نے اپنی بہت بڑی ایجاد سمجھا لیکن وہ لیگ آف نیشنز کامیاب نہ ہوسکی کیونکہ اس میں بعض خامیاں تھیں۔ لیکن قرآن کریم نے جو لیگ آف نیشنز بیان کی ہے وہ ایسی مکمل اور ایسی مضبوط ہے کہ اس پر چلنے سے کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

مَیں نے 1924ء میں جو مضمون ویمبلے کانفرنس لنڈن کیلئے تیار کیا تھا اُس میں مَیں نے اس مضمون کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِاللّٰہِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات:10) یعنی اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی آپس میں صلح کرا دو۔ یعنی دوسری قوموں کو چاہئے کہ بیچ میں پڑ کر ان کو جنگ سے روکیں اور جو جنگ کا اصل باعث ہو اُس کو مٹائیں اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیں۔ لیکن اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کر دے اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو سب قومیں مل کر اُس سے لڑیں یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف لَوٹ آئے یعنی ظلم سے دستکش ہو جائے۔ پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لَوٹ آئے تو ان دونوں قوموں میں پھر صلح کرا دو، مگر انصاف اور عدل سے کام لو اور صلح کرتے وقت اپنے فوائد سامنے نہ رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام حکومتوں کا فرض قرار دیا ہے کہ وہ لڑنے والی حکومتوں کی آپس میں صلح کروائیں اور جو حکومت بغاوت کرے سب حکومتیں مل کر اُس کا مقابلہ کریں یہاں تک کہ وہ ہتھیار رکھ دے اور صلح کے لئے تیار ہو جائے اور جب صلح کرائی جائے تو عدل و انصاف سے کام لیا جائے اور بندر بانٹ کی طرح حکومتیں خود ہی حصہ دار نہ بن بیٹھیں۔

کہتے ہیں دو بلّیوں نے کسی گھر سے پنیر چرایا اور فیصلہ کیا کہ چلو بندر کے پاس چل کر اس سے تقسیم کرالیں۔ وہ پنیر لے کر بندر کے پاس گئیں۔ بندر ترازو لے کر بیٹھ گیا اور اس نے پنیر تقسیم کرنا شروع کیا۔ جس طرف پلڑا ذرا بھاری ہوتا اُس طرف سے وہ اتنا زیادہ پنیر اُٹھا لیتا کہ دوسری طرف بھاری ہو جاتی اور وہ پنیر خود کھا لیتا۔ پھر دوسری طرف سے ایک کافی حصہ اُٹھا لیتا اور کھا جاتا۔ اس طرح اُس نے اکثر حصہ پنیر کا کھا لیا اور جو تھوڑا سا باقی رہ گیا اس کے متعلق کہنے لگا کہ یہ میرے تقسیم کرنے کی اُجرت ہے۔ یہی حال یورپ والوں کا ہے۔ جب وہ صلح کرانے لگتے ہیں تو اپنے مطالبات لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے تمہاری صلح کرائی ہے اس کے عوض میں ہمیں اپنے ملک کا فلاں فلاں حصہ دے دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے یہ چیز آئندہ کے لئے زیادہ بغض اور حسد پیدا کرتی ہے۔

پس سارے جھگڑے پارٹی بازی کی وجہ سے ہیں۔ مختلف حکومتوں کو یہ یقین ہے کہ ان کی قومیں صرف اس خیال سے کہ وہ ان کی حکومتیں ہیں ان کا ساتھ دینے کو تیار ہیں اس لئے وہ بے خوف ہو کر دوسری حکومتوں پر حملہ کر دیتی ہیں۔ اِس وقت قومی تعصب اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اپنی قوم کا سوال پیدا ہوتا ہے تو سب لوگ بِلا غور کرنے کے ایک آواز پر جمع ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہماری حکومت کی غلطی ہے تو ہم اسے سمجھا دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زیادتی کرنے والی حکومت کو زیادتی سے روکو اور ان حکومتوں کی آپس میں صلح کرا دو اور کوئی نئی شرائط پیش نہ کرو اور نہ ہی تم اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کرو۔ لیکن موجودہ جنگ کا ہی حال دیکھ لو کہ حکومتیں طاقت کے زور پر اپنے حصے مانگ رہی ہیں اور چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس طریق کو اختیار کرنے سے کبھی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ جیسی آزادی کی ضرورت روس کو ہے یا جیسی آزادی کی ضرورت برطانیہ کو ہے یا جیسی آزادی کی ضرورت امریکہ کو ہے اسی طرح آزادی کی ضرورت چھوٹی حکومتوں کو بھی ہے۔ آزادی کے لحاظ سے یونٹ سب کے لئے ایک جیسا ہے۔ یہ نہیں کہ ان بڑی حکومتوں کے دماغ تو انسانوں کے دماغ ہیں لیکن چھوٹی حکومتوں کے دماغ جانوروں کے دماغ ہیں۔ جیسے وہ انسان ہیں ویسے ہی یہ انسان ہیں۔ اور آزادی کا جیسا احساس ان بڑی حکومتوں کو ہے ویسا ہی ان چھوٹی حکومتوں کو ہے۔ کیا ہالینڈ کا ایک آدمی ویسے ہی احساسات نہیں رکھتا جیسے احساسات برطانیہ کا آدمی رکھتا ہے۔ جب احساسات ایک جیسے ہیں تو پھر بڑی حکومت کا چھوٹی حکومت پر دباؤ ڈالنا انصاف پر مبنی نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک شخص چار فٹ کا ہو اور دوسرا سات فٹ کا ہو اور سات فٹ کا آدمی چار فٹ والے کو کہے کہ میرا حق ہے کہ میں تمہیں گالیاں دے لوں یا تمہارے منہ پر تھپڑ مار لوں کیونکہ میں سات فٹ کا ہوں اور تم چار فٹ کے ہو تو کیا کوئی حکومت اسے جائز سمجھے گی؟ وہ کہے گی کہ جیسا دماغ سات فٹ والے کا ہے ویسا ہی دماغ چار فٹ والے کا ہے اور جو حقوق سات فٹ والے کے ہیں وہی حقوق چار فٹ والے کے ہیں۔ لیکن جب آزادی اور حریت کا سوال آتا ہے تو چھوٹے ملکوں اور بڑے ملکوں میں امتیاز کیا جاتا ہے اور چھوٹے ملکوں کے لئے حریت ضروری نہیں خیال کی جاتی حالانکہ آزادی کی ضرورت جیسے بڑی حکومتوں کو ہے ویسی ہی ضرورت چھوٹی حکومتوں کو ہے۔

❁......**اسلام کہتا ہے کہ صلح کرتے وقت کسی کی آزادی کو سلب نہ کرو اور صلح کرانے کی وجہ سے کوئی مطالبہ پیش نہ کرو کیونکہ تمہارا لڑائی میں شامل ہونا امن کو بحال کرنے کے لئے تھا اس لئے تم کسی حکومت سے کوئی مطالبہ نہیں کرسکتے۔**

فرض کرو ہالینڈ کو بچانے کے لئے امریکہ اور انگلستان کوشش کریں تو کیا اس سے امریکہ اور انگلستان کا اپنا بھلا نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر فساد ہوگا تو انگلستان اور امریکہ بھی اس کی لپیٹ سے بچ نہیں سکیں گے اور جب بھی لڑائی چھڑے گی تو زیادہ نقصان ان ہی دو حکومتوں کو ہوگا جن کی آبادی زیادہ ہوگی، جن کے مقبوضات زیادہ ہوں گے۔ پس وہ اس لحاظ سے دوسروں سے زیادہ امن کی محتاج ہیں۔ اگر فساد ہوا اور لڑائی ہو تو ہالینڈ کی نسبت امریکہ کا زیادہ نقصان ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ امریکہ کی آبادی چودہ کروڑ کی ہے اور ہالینڈ کی آبادی کُل اسّی لاکھ کی ہے۔ اور اسّی لاکھ کی نسبت چودہ کروڑ کی حفاظت اور امن زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ اور اگر نقصان ہو تو چودہ کروڑ کا حصہ اسّی لاکھ کی نسبت بہرحال زیادہ ہوگا۔ پس جس طرح چار کروڑ کی آبادی رکھنے والے فرانس کو امن کی ضرورت ہے، جس طرح 45 لاکھ کی آبادی رکھنے والے **بیلجیئم** کو امن کی ضرورت ہے اسی طرح ان بڑی حکومتوں کو بھی امن کی ضرورت ہے۔

❁......**پس اسلام کہتا ہے کہ ان چار چیزوں کے بغیر امن نہیں ہوسکتا۔**

اوّل: لیگ کے پاس فوجی طاقت ہو۔

دوم: عدل وانصاف کے ساتھ آپس میں صلح کرائی جائے۔

سوم: جو نہ مانے اس کے خلاف سارے مل کر لڑائی کریں۔

چہارم: اور جب صلح ہو جائے تو صلح کرانے والے ذاتی فائدہ نہ اُٹھائیں۔

یہ چار اصول لیگ آف نیشنز کے قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں جب تک ان پر عمل نہیں ہوگا حقیقی امن پیدا نہیں ہوسکتا۔

پہلی لیگ آف نیشنز بھی ناکام رہی اور اب دوسری لیگ آف نیشنز بھی ناکام رہے گی۔ پس ضروری ہے کہ دنیا اسلام کے اصولوں کو اپنائے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب تک یہ پارٹی سسٹم جاری ہے اور جب تک یہ امتیاز باقی ہے کہ یہ چھوٹی قوم ہے اور وہ بڑی قوم ہے اور یہ کمزور حکومت ہے اور وہ طاقتور حکومت ہے اُس وقت تک دنیا کے امن کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتے۔ پس ضروری ہے کہ اس امتیاز کو دلوں سے مٹایا جائے جب تک یہ چیز باقی رہے گی کہ یہ بڑی جان ہے اور یہ چھوٹی جان ہے اُس وقت تک دنیا امن وچین کا سانس نہیں لے سکتی۔

کشمیر ایجی ٹیشن کے موقع کا ایک عجیب لطیفہ مجھے یاد ہے۔ کشمیر ایجی ٹیشن کے موقع پر پرائم منسٹر لالہ ہری کرشن صاحب مجھے ملنے کے لئے آئے۔ اُن دنوں کوئی سپاہی مارا گیا تھا اس کے بدلے حکومت نے چار آدمیوں کو پکڑ لیا۔ کشمیر کا ایک لیڈر مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو اُس نے ذکر کیا کہ یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک آدمی کے بدلے میں چار آدمی پکڑ لئے ہیں۔ مَیں نے ہری کرشن صاحب سے کہا یہ کیا ظلم ہے کہ آپ کا ایک سپاہی مارا گیا ہے اور آپ نے چار آدمیوں کو پکڑ لیا ہے۔ سزا صرف اُسی شخص کو ملنی چاہئے جس نے اسے قتل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کسی شخص کے قتل میں دس آدمی شریک ہوں تو دسوں ہی ذمہ دار ہوں گے لیکن اُس سپاہی کو ایک آدمی نے ہی مارا تھا۔ میری بات سن کر وہ کہنے لگے ایک کے بدلے میں ایک ہی مارا جائے، یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اس طرح تو حکومت کی بے عزتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک سپاہی کی جان عام جانوں سے بہت بڑی تھی۔ پس لیگ آف نیشنز تبھی کامیاب ہوسکتی ہے جب وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق بنائی جائے اور اسلام کے حکموں کے مطابق کام کرے۔

❁......**لیگ آف نیشنز کے بعد اگر دنیا امن حاصل کرنا چاہے تو اسے مندرجہ ذیل چار چیزوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ چیزیں اکٹھی کر دی جائیں تو وہ دنیا میں ایک حکومت کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔**

(1) سکہ اور ایکسچینج

(2) تجارتی تعلقات

(3) بین الاقوامی قضاء

(4) ذرائع آمدورفت۔ یعنی ہر انسان کو سفر کی سہولتیں میسر ہونی چاہئیں تا کہ وہ آزادی سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاسکے۔

یہ چیزیں لیگ آف نیشنز سے بھی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ لیگ آف نیشنز کی تو کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہے لیکن سفر اور تجارتی تعلقات وغیرہ روزانہ کی چیزیں ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ العَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر191

خاندان صلاحات (3)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرمہ سوسن فرحان سعادہ صاحبہ آف فلسطین کے احمدیت کی طرف روحانی سفر کی داستان کا پہلا حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کی بیعت اور اس کے بعد کے بعض حالات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

جماعت سے تعارف اور بیعت

جماعت سے میرا تعارف میرے دیور محمد صلاحات صاحب کے ذریعہ ہوا جو نہ صرف جماعت کے بارہ میں میرے ساتھ اکثر بات چیت کرتے بلکہ مجھے جماعتی کتب اور لٹریچر بھی بھیجتے رہتے تھے۔ان کتب میں مجھے بے مثل اور انمول موتی ملے۔ایسے معارف کا مطالعہ مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا۔ایسی بلاغت اور اعجاز سے بھرپور عربی کلام جس میں علم ومعرفت کے ہیرے رکھ دیئے گئے ہوں میرے لئے بالکل نیا تھا۔ایسے جواہر پاروں کے مطالعہ سے ہی قاری کا خدا سے تعلق قائم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں جنوں کے بارہ میں جماعتی کتب میں قرآن وسنت اور عقلی دلائل کے ساتھ ایسی وضاحتیں کی گئی تھیں جن سے ہمارے معاشرہ کے مروجہ مفاہیم باطل ہو گئے۔لہٰذا مکمل اطمینان حاصل ہونے کے بعد مَیں نے 2007ء میں بیعت کر لی۔بیعت فارم پر دستخط کرتے وقت میرے اندر ایک عجیب قوت اور مصمم ارادہ تھا کہ مَیں انشاء اللہ تمام شرائط بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی اور تمام بری باتوں اور گناہوں سے اجتناب کرتی رہوں گی۔گناہوں سے پاک روحانی زندگی کا تصور ابھی سے میرے دل کو اطمینان وسکون سے بھر رہا تھا۔

خاوند کو تبلیغ

میرے خاوند کو میرے احمدی ہونے کا پتہ تو شروع میں ہی چل گیا لیکن اس کا مذہب کی طرف رجحان واجبی سا تھا اس لئے پہلے اس نے اس معاملہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔بعد میں جب مَیں نے اسے تبلیغ کرنی شروع کی تو اس نے کہا کہ مَیں کبھی مان ہی نہیں سکتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ کوئی شخص اس امّت سے مسیح موعود ہو کر آ جائے گا۔ایک دو بار مَیں نے اسے ایم ٹی اے پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر پروگرام دکھایا لیکن چونکہ احمدیت ہر ایک کے ساتھ باہمی احترام کی فضا میں بات کرنے کی قائل ہے اور اس وقت پروگرام میں بعض عیسائیوں کے ساتھ ایسے ہی ماحول میں بات ہو رہی تھی۔جس سے میرے خاوند نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہم عیسائیوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔مَیں نے وضاحت کرنے کی کوشش کی تو میرے خاوند نے مجھے کہا کہ تم جو چاہو اپنا اعتقاد رکھو، مَیں تمہیں نہیں روکتا،لیکن مجھ سے اس بارہ میں آئندہ بات نہیں کرنی۔یوں اس نے یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل

بیعت کے بعد خاوند کے موقف اور بعض دیگر اہل خانہ کی طرف سے حوصلہ شکن رویے کی بنا پر کبھی کبھی میرا عزم کمزور ہونے لگتا۔اس پر مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایسی دلیل دکھا کہ ایمان میرے دل کی گہرائیوں میں راسخ ہو جائے جس کے بعد کوئی غم کوئی خوف اور کسی قسم کی مخالفت مجھے راہ حق سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔چنانچہ مَیں نے ایک عجیب سی خواہش کا اظہار کر دیا۔رمضان کا مہینہ تھا اور مَیں تہجد کی نماز پڑھ رہی تھی کہ مَیں نے دعا کی کہ اے خدایا میرے ہاں بچے کی ولادت متوقع ہے میری دعا یہ ہے کہ یہ بچہ جو قبول احمدیت کے بعد پیدا ہونے والا ہے یہ دیگر دونوں بچوں سے الگ ہو۔اس کا رنگ بھی زیادہ سفید ہو،صحت بھی دیگر دو بچوں سے زیادہ اچھی اور ذہانت میں بھی سب پر فوقیت لے جائے۔اگر ایسا ہو جائے تو میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی یہ ایک مضبوط دلیل ہوگی۔

چنانچہ جب اس بچے کی پیدائش ہوئی تو یہ غیر معمولی طور پر سفید رنگ والا اور صحتمند تھا۔اور اب اس کی عادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ذہین اور ایک منفرد شخصیت کا مالک ہے۔جو بھی میرے بچوں کو دیکھتا ہے یہی کہتا ہے کہ یہ ان سب سے مختلف ہے۔افسوس کہ ان میں سے اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ محض اتفاق ہے۔جبکہ مَیں انہیں کہتی ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان کے طور پر مجھے عطا فرمایا ہے۔

خلیفۂ وقت کی دعائے مستجاب

مَیں اپنے خاوند کے روکنے کے باوجود مختلف طریقوں سے اسے تبلیغ کرنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔میرے اندر پیدا ہونے والی اخلاقی اور روحانی تبدیلی کو سب محسوس کرتے ہیں اور اس کا احساس میرے خاوند کو بھی ہے لیکن وہ احمدیت کی طرف نہیں آتا۔بلکہ اسے خلیفۂ وقت کی خاص دعا سے شفا بھی نصیب ہو چکی ہے لیکن اس کی سوچ نہیں بدلی۔

میرے خاوند کو جسم پر کچھ الرجی تھی جس کے لئے ہم نے علاقے کا کوئی ڈاکٹر نہ چھوڑا جس سے علاج نہ کرایا ہو، پھر بھی آرام نہ آیا۔مَیں نے خود بھی دعا کی کہ اے خدایا میرے خاوند کو ایسی شفا عطا فرما کہ یہ الرجی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور حضور انور کی خدمت میں بھی دعا کا خط لکھ دیا۔حضور انور کی طرف سے جواب آیا کہ مَیں نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خاوند کو الرجی سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔یہ کوئی عام الرجی نہ تھی بلکہ ڈاکٹروں کو اس کی وجہ کا علم نہ ہو رہا تھا اس لئے علاج بھی ممکن نہ تھا۔بہر حال حضور انور کی دعا کی برکت سے چھ ماہ کے اندر اندر یہ مرض بالکل ختم ہو گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک دوبارہ نہیں ہوئی۔الحمد للہ۔

پُرکیف روحانیت سے معمور رؤیا

بیعت کے بعد نہ صرف میری نمازیں سنورنا شروع ہو گئیں بلکہ مَیں نے تہجد بھی ادا کرنا شروع کر دی۔اس ابتدائی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے رؤیائے صالحہ سے ایمان کو میرے دل کی گہرائیوں میں بٹھا دیا۔

مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں لوگوں کو ایک جماعت کو احمدیت کی تبلیغ کر رہی ہوں لیکن وہ میرے ساتھ تمسخر اور استہزاء کا رویہ اختیار کر لیتے ہیں اور مجھے زبردستی چپ کرانا چاہتے ہیں لیکن مَیں انہیں احمدیت کی طرف بلانے سے نہیں رکتی۔تھوڑی دیر بعد دیکھتی ہوں کہ مَیں کسی مقبوضہ علاقے میں ہوں جس کا دشمن نے محاصرہ کیا ہوا ہے۔مَیں لوگوں کو کہتی ہوں کہ اس علاقے کو دشمن کے تسلط سے صرف امام مہدی علیہ السلام کی ہی جماعت چھڑا سکتی ہے۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کو کافروں اور دشمنوں کے تسلط سے آزاد کروایا تھا۔دیکھتے دیکھتے حالات ایسے بدلتے ہیں کہ مَیں دیکھتی ہوں جیسے قیامت کا دن آ گیا ہے اور لوگ خائف اور پریشان ہیں۔ان لوگوں میں وہ سب بھی شامل ہیں جنہیں میں امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کے لئے رؤیا کی ابتداء میں بلاتی تھی لیکن وہ تمسخر کرتے جاتے تھے۔اب قیامت کے دن ان کو دیکھا کہ انہوں نے گردنیں جھکائی ہوئی تھیں اور ندامت کے پسینوں سے شرابور خوف وہراس کی تصویر بنے ہوئے کہتے جاتے تھے کہ کاش ہم اس امام مہدی پر ایمان لے آتے جس طرف یہ لڑکی ہمیں بلاتی تھی۔وائے حسرت کہ قیامت کا دن آ گیا لیکن ہم ایمان لانے والے نہ ہوئے۔اسی اثناء میں اچانک ایک شخص بلند آواز سے پکار کر یہ پوچھتا ہے کہ وہ لڑکی کہاں ہے جو تمہیں امام مہدی پر ایمان لانے کے لئے بلایا کرتی تھی۔انہوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ کھڑی ہے۔مَیں نے دیکھا کہ یہ شخص میرے قریب آتا جا رہا ہے۔جونہی وہ میرے پاس پہنچا تو مَیں خواب میں بے ہوش ہو گئی۔وہ نہایت لطف وکرم اور محبت وعاطفت اور عاجزی انکساری کے ساتھ بہت خوشی کے ساتھ میرے قریب آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔مجھے جب ہوش آتا ہے اور مَیں اس کے حسن وجمال کو دیکھتی ہوں تو شدت جذبات سے پھر بے ہوش ہو جاتی ہوں۔اس شخص نے عمامہ اور عینک پہن رکھی تھی۔انہی اعلیٰ درجہ کی روحانی کیفیات میں میری آنکھ کھل گئی۔

بعد میں ایک روز ایم ٹی اے پر خلفائے کرام کی تصاویر دیکھ کر مجھے پتہ چلا کہ خواب میں آنے والا شخص حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تھے۔

مَیں تو ایم ٹی اے دیکھوں گی

اسی طرح ایک اور رؤیا میں دیکھا کہ میری پھوپھی زاد مجھے ایک عدد کمپیوٹر بطور تحفہ دینا چاہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ انہوں نے اس میں گانے اور فلمیں وغیرہ ڈال دی ہیں تا ان کو دیکھ اور سن کر میرا وقت آسانی کے ساتھ گزر جایا کرے۔مَیں نے بڑی سختی سے ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ہرگز نہیں۔بلکہ مَیں اس پر ایم ٹی اے دیکھا کروں گی۔چنانچہ مَیں جونہی یہ کمپیوٹر چلاتی ہوں تو اس پر ایم ٹی اے لگا ہوتا ہے جس پر اس وقت پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر چل رہا ہوتا ہے اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب کی تصویر نظر آتی ہے۔مَیں یہ سب دیکھ کر خواب میں بہت خوش ہوتی ہوں۔

بھائی اور دیگر افراد خاندان کو تبلیغ

مَیں نے اپنے بھائی کو تبلیغ کی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا بلکہ مجھے استہزاء کا نشانہ بنایا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے۔{یہ نہایت عجیب وغریب موقف ہے کہ ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف ایک نبی کا سنت انبیاء کے خلاف آسمان پر جانا مانتے ہیں اور سنت اللہ کے برخلاف اسکا آسمان پر ہزاروں سال کچھ کھائے پیئے بغیر رہنا تسلیم کرتے ہیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس خیر امت کی اصلاح کے لئے اسی اسرائیلی نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ان تمام بداعتقادیوں سے ان کے نزدیک ختم نبوت کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔اگر فرق پڑتا ہے تو صرف اسی بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے کوئی خدا کے حکم سے اس مذکورہ مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ کرے۔ندیم}

اسی طرح مَیں نے اپنے چچاؤں کو تبلیغ کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے الجزیرہ چینل پر سنا ہے کہ یہ جماعت کافر اور مرتد ہے اس لئے ہمیں کوئی تبلیغ نہ کرو۔

{اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل اور سوچنے سمجھنے اور حق وباطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جس کی بنا پر اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے خود ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حق کی پہچان کیوں نہ کی؟ جو خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کو استعمال نہیں کرتے وہ حقیقی بصیرت سے محروم ہو جاتے ہیں اور انہی کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اندھے اور گونگے اور بہرے رکھا ہے۔ایسے لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض ایسے لوگوں کے ساتھ ہونے والے مکالمہ کو بھی محفوظ فرمایا ہے،فرمایا:

﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ۔ قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (الملک: 9تا11)

یعنی: جب بھی اس (جہنم) میں کوئی گروہ جھونکا جائے گا اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا ضرور آیا تھا

پس ہم نے (اُسے) جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم محض ایک بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہو۔ اور وہ کہیں گے اگر ہم (غور سے) سُنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم آگ میں پڑنے والوں میں شامل نہ ہوتے۔}

چنانچہ یہ منطق بالکل غلط ہے کہ فلاں نے کہہ دیا ہے اس لئے اب ہمیں سوچنے اور پرکھنے کی ضررت نہیں۔

اس کے بعد مَیں نے اپنے ماموں کو دعوت حق دی اور مجھے بڑی امید تھی کہ وہ حق کو پہچان لیں گے کیونکہ انہوں نے حج بھی کیا ہے اور قرآن وحدیث کا بھی اچھا خاصا علم ہے۔ نیز انہیں میرے اندر پاک تبدیلی کا بھی اعتراف تھا جو احمدیت قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوئی تھی۔ لیکن میری تبلیغ سننے کے بعد فرمانے لگے: آپ کو جماعت کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے راستے کی طرف ہدایت دی اور دینی معرفت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم عطا فرمایا۔ لیکن تمہیں چاہئے کہ اس جماعت کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے سابقہ عقیدہ کی طرف لوٹ جاؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

{درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ پھل سابقہ عقیدہ پر رہتے ہوئے نہ مل سکے نہ ہی ان کی لذت سے آشنائی ہوئی۔ پھر جس درخت پر ایسے شیریں پھل لگے ہوں کوئی اس کی گھنی چھاؤں سے نکل کر کہیں اور کیونکر جاسکتا ہے۔}

گناہ سے چھٹکارے کا سامان

احمدیت قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے گناہوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بالآخر دو ایسے امور رہ گئے جن سے مجھے رہائی نہیں مل رہی تھی۔ مَیں شرائط بیعت پر حتی الوسع عمل کرنے کی کوشش کرتی تھی لیکن ان دو امور سے چھٹکارا نہیں مل رہا تھا۔ دعا کے ساتھ میں عملی کوشش بھی کر رہی تھی۔ اسی دوران مَیں نے رؤیا میں بعض فرشتوں کو دیکھا جو مجھے کہہ رہے تھے کہ اگر تم ان دو گناہوں کو چھوڑ دو تو جنت میں جاسکتی ہو۔ اس رؤیا کو دیکھنے سے میرے اندر خدا تعالیٰ نے ایسی قوت پیدا فرمادی کہ جس کی بناء پر مجھے ان گناہوں کو چھوڑنا آسان ہوگیا۔ الحمدللہ۔

تمنائیں

ایم ٹی اے العربیہ پر نشر ہونے والا تربیتی پروگرام ''منہاج الطالبین'' اس قدر مؤثر اور فائدہ مند ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ایسا پروگرام روزانہ آیا کرے۔

اسی طرح تمنا ہے کہ حضور انور بھی بعض پروگراموں میں تشریف لا کر ہم دور بیٹھے احمدیوں کو اپنے ساتھ بات کرنے کا شرف عطا فرمائیں۔

یہ بھی بڑی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے خاوند کو ہدایت کی راہ عطا فرمائے اور بیعت کی توفیق دے نیز مجھے اپنے بچوں کی درست نہج پر تربیت کی توفیق عطا فرمائے تا ہمارا پورا خاندان احمدیت کی برکات سے متمتع ہونے والا بن جائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

آسیہ بی بی کے مقدمہ میں آخری عدالتی فیصلہ آنے تک زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے ہے۔

اس بیان کی وجہ ایوان میں بروز جمعرات ہونے والی ملک پرویز رفیق، جو خصوصی نشست پر رکن صوبائی اسمبلی ہیں، کی تقریر تھی جس میں پرویز رفیق نے پنجاب میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی شہریوں کو درپیش سیکیورٹی کی مخدوش صورت حال پر تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ نیز پرویز رفیق نے آسیہ بی بی کے حق میں بیان دیا تھا۔

نیز اس رکن صوبائی اسمبلی نے حکومت سے اقلیتی شہریوں اور ان کی عبادت گاہوں کو مزید سیکیورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اور چیف جسٹس پاکستان سے اپیل کی تھی کہ وہ ان مولویوں کے خلاف کارروائی کریں جو سر عام جلسے جلوسوں میں ممتاز قادری کی حمایت کا اعلان کرتے پھرتے ہیں وہ ممتاز قادری سلمان تاثیر گورنر پنجاب کے قتل کا اقراری مجرم ہے۔ نیز پرویز رفیق نے نہایت افسوس کا اظہار کیا کہ قادری کو جیل میں پروٹوکول دیا گیا جبکہ آسیہ بی بی کو بیرک میں جگہ دی گئی۔

متعدد اقلیتی ممبران نے الیاس چنیوٹی کے بیان کی مذمت کی ہے یہ تحریک ختم نبوت کے مولوی منظور چنیوٹی کا بیٹا ہے اور ممبران نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا بھی مطالبہ کیا تھا جس پر سپیکر نے چوہدری غفور کو بولنے کا موقع دیا تھا۔

نجمی سلیم ممبر صوبائی اسمبلی نے وزیر موصوف کے بیان کی مذمت کی اور الزام لگایا کہ پنجاب کی حکومت اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک کر رہی ہے نیز کہا کہ اقلیتی ممبران تو عدالت کا احترام کرتے ہیں جبکہ مسلم لیگ نواز اس وصف سے عاری ہیں۔

کہا کہ ''کتنی حیرانی کی بات ہے کہ مسلمان وزیر لوگوں کے قتل کی بات کر رہے ہیں جبکہ ان کا اپنا مذہب معصوم لوگوں کی جان لینے سے منع کر رہا ہے۔''

شعبہ تعلیم میں احمدیوں کو درپیش مسائل

۞......روڈا، ضلع خوشاب، جنوری: یہاں مکرم محمد یونس صاحب اور مکرم اعظم صاحب ''شاد اکیڈمی'' کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ چلا رہے ہیں اور انتظامیہ کی محنت لگن اور اعلیٰ، معیاری تعلیم کی فراہمی کے سبب یہ ادارہ اپنے علاقہ میں قابل قدر مقام بنا چکا ہے۔ لیکن اب ایک شرارتی گروہ نے اس درسگاہ کی مخالفت پر کمر کس لی ہے اور یہاں بھی ان فسادیوں کا سرغنہ ایک مولوی ہے جس کا نام مولوی دلاور مہاجر ہے۔

حال ہی میں ان شیطانوں نے اکیڈمی کے خلاف زہریلے مواد پر مشتمل پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کیا ہے اور طلباء کے والدین سے ملکر انہیں اکسایا کہ وہ اپنے بچوں کو کسی بھی اور سکول میں داخل کروالیں۔ لیکن ان تمام کوششوں کے خاطر خواہ نتائج نہ ملنے پر ان شریروں نے دھمکیاں دینی شروع کردی ہیں اور درج ذیل تحریر اکیڈمی کے مرکزی دورازے پر آویزاں کی ہے۔

''یونس مرزئی! توبہ کرلو۔ ہم دیوبندیوں کے پاس مرزئیوں کے لئے بہت سے سوالات ہیں جن کا تم جواب نہیں دے سکتے ہو۔ تمہیں ہمارا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہم تمہیں اس علاقہ میں روزی روٹی کمانے کا موقع دے رہے ہیں۔ تم ہمارے بچوں کو گمراہ کرتے ہو۔ اگر لوگوں کو علم ہوگیا کہ تم لوگ پکے مرزئی ہو تو سب طلباء تمہارا اسکول چھوڑ دیں گے۔

بچو! یونس مرزئی سے کہنا کہ یہ ضرور پڑھے۔''

ربوہ کے متعلق اخبار میں ایک مضمون

روزنامہ امن فیصل آباد کے تین جنوری کے شمارہ میں ربوہ کی انتظامیہ کے ہاتھوں حالت زار کا تذکرہ تھا۔ ذیل میں حوالہ درج کیا جاتا ہے:

''چناب نگر کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جارہا ہے۔ مجیب خان۔ نہ تو حکومت پنجاب اس کثیر العقیدہ آبادی والے بدقسمت شہر کی حالت زار کی طرف توجہ دینا گوارہ کرتی ہے اور نہ ہی نام نہاد تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن۔ ٹی ایم اے کے مفاد پرست عہدیداروں کو صدفی صد ٹیکس دہندگان کی تکالیف رفع کرنے کی طرف توجہ مبذول کروانا گوارہ نہیں۔ تمام شہر کی سڑکیں سٹریٹ لائٹس نہ ہونے کی وجہ سے تمام شہر اندھیرے میں ڈوبا رہتا ہے مگر کوئی بھی اس طرف توجہ نہیں دے رہا ہے۔

چناب نگر (نامہ نگار) گزشتہ روز قائد اعظم لاء فورم کا مذمتی اجلاس کنوئیر چوہدری رحمت علی ایڈووکیٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حکومت پنجاب اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے بین الاقوامی شہرت کے حامل شہر چناب نگر کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک رکھنے کی پرزور مذمت کی گئی۔ اس خصوصی توجہ دلاؤ حکومتی مہم سے خطاب کرتے ہوئے رفاعی اور سماجی تنظیم کے صدر مجیب خان نے کہا کہ پنجاب حکومت اور نام نہاد تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس کثیر العقیدہ آبادی والے بدقسمت شہر چناب نگر کی حالت زار کی طرف توجہ دینا بھی گوارہ ہی نہیں کرتی ہے حالانکہ ان کا دعویٰ ہی ہے کہ وہ عوام کی دہلیز پر مسائل کا حل اور ریلیف پہنچانے والے ہیں۔ مگر عوام کی تمام مشکلات کا حل اور مطالبات ان کے لئے صدا بصحرا ثابت ہورہے ہیں۔

اس موقع پر پروفیسر وقار حسین نے تقریر کی اور شہر کی حالت زار کا نقشہ کھینچا۔ اور کہا کہ شہر کی سوائے ایک دو سڑکوں کے باقی سب راستے کھنڈر کا منظر پیش کرتے ہیں اور راستوں کے گھڑے لوگوں کو زخمی کرنے کا سبب بن رہے ہیں اور آئے روز زخمیوں کو ہسپتال لے جانا پڑتا ہے۔ لیکن اس قدر تشویش ناک صورت حال کے باوجود پنجاب حکومت اور نام نہاد تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس شہر کی آبادی کو کچھ بھی ریلیف فراہم کرنے اور اس کی حالت زار کی بہتری کے لئے متوجہ نہیں ہے حالانکہ اس کی آبادی سو فیصد ٹیکس ادا کرنے والی ہے۔ آخر پر چوہدری رحمت علی نے کہا کہ سٹریٹ لائٹس نہ ہونے کی وجہ سے سارا شہر اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے۔

شیخوپورہ پولیس کی اعلیٰ کارکردگی

۞......**فاروق آباد ضلع شیخوپورہ: فاروق آباد** کے نواح میں صادق آباد نامی علاقہ میں چند ایک احمدی گھرانے آباد ہیں۔ پاسبان ختم نبوت فرقہ کے ایک مولوی ظہیر الحسن کے کہنے پر ایک مقامی دوکان دار ظہیر احمد نے بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر مسخ کر کے اپنی دوکان پر آویزاں کردی اور بے باکی کی حد کرتے ہوئے احمدی بچوں کے سامنے تصویر پر گستاخی کرنے لگا۔ یقیناً اس سے بڑھ کر اشتعال انگیزی اور کیا ہوگی لیکن احمدی مادر پدر آزاد نہیں ہوتے ہیں وہ تو گالیاں سن کر دعا دینے اور دکھ پا کر آرام دینے کی تعلیم کے وارث ہیں لہذا اس توہین کرنے کے متعلق قانون شکنی کرنے کی بجائے پولیس انتظامیہ کو اطلاع کردی۔ جس پر فرض شناس ڈی پی او نے مقامی ایس ایچ او کو اس بیہودہ، فسادی عنصر کے خلاف قرار واقعی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ ایس ایچ او نے مسخ شدہ تصویر قبضے میں لے کر ظہیر احمد کو گرفتار کرلیا۔

مقامی مولوی جتھہ بن کر تھانے پہنچ گئے اور ایس ایچ او سے ملاقات کی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ملزم کو فوری طور پر رہا کیا جائے نیز بدامنی پھیلانے کی دھمکی بھی لگائی۔

لیکن شائد اس تھانے کا ایس ایچ او بزدل نہ تھا اور اس نے بجائے ان مولویوں کے سامنے پسپائی اختیار کرنے کے پیغام دیا کہ مَیں قانون شکنوں کے خلاف قرار واقعی کارروائی ہی کروں گا۔ جس پر ان مولویوں نے یہ دیکھا کہ یہاں تو دال نہیں گل رہی ہے تو منافقت کرتے ہوئے صلح کی تجویز پیش کی اور احمدیوں سے ملاقات کے لئے پہنچے اور التجا کی کہ وہ ہی اپنی شکائیت والی درخواست واپس لے لیں۔

احمدی تو صلح کل واقع ہوا ہے۔ احمدیہ وفد ایس ایچ او سے ملا اور کہا کہ ہم تو صرف معاشرے میں امن وامان کے خواہاں ہیں اب اگر ملزمان اپنی گستاخی پر شرمندہ ہیں تو احمدی انہیں معاف کرسکتے ہیں۔ لیکن لگتا ہے کہ یہ ایس ایچ او مولوی ذات کا خوب واقف تھا۔ اس نے کہا کہ یہ شرپسند پہلے تمام شرانگیز مواد پر مبنی سٹیکر ختم کر کے تھانہ میں اطلاع کریں۔ مولویوں کی طرف سے ایسا ہونے کے بعد بھی پولیس نے رسمی کارروائی مکمل کی کہ یہ لوگ یقین دہانی دیں کہ وہ دوبارہ ایسی شرارت نہیں کریں گے۔

شاباش ڈی پی او شیخوپورہ۔ شاباش ایس ایچ او فاروق آباد۔

۞۞۞۞۞۞

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

ہر سال جب 23/ مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمد للہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح و تحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود وسلام بھیجنے کا دن ہے۔

شرائط بیعت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 23/ مارچ 2012ء بمطابق 23/ امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی خوشی اور برکت کا دن ہے جس میں جمعہ کی برکات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ کیونکہ آج کے دن آج سے قریباً 123 سال پہلے قرآنِ کریم کی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی، آپ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی اور مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہوا اور بیعت کے آغاز سے پہلوں سے ملنے والی آخرین کی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور پھر ہم بھی اُن خوش قسمتوں میں شامل ہوئے جو اس سے فیض پانے والے ہیں۔

پس ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا دعویدار ہے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ شروع ہوا، وہ آپ کے ماننے والوں پر بھی اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ہم اُن برکات سے حصہ پاتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پس ہر سال جب 23/ مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمد للہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح و تحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود وسلام بھیجنے کا دن ہے۔

پس اس اہمیت کو ہمیں ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے اور یہ اہمیت شرائطِ بیعت پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ اس چیز کی یاددہانی کے لئے مَیں آج پھر آپ کے سامنے شرائطِ بیعت اور ان شرائط کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہم سے آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُس کی کچھ وضاحت پیش کروں گا۔

پہلی شرط جو بیعت کرنے والا کرتا ہے، احمدیت میں شامل ہونے والا کرتا ہے، جس پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو، شرک سے مجتنب رہے گا"۔ شرک سے بچتا رہے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل" (کوئی بات، کوئی چیز، کوئی عمل) "جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بُت ہے.......... ۔ یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا"۔ (یعنی کوئی ایسا شخص خیال نہ کرنا جو عزت دینے والا ہے یا ذلیل کرنے والا ہے بلکہ یہ سمجھنا کہ خدا تعالیٰ ہی عزتیں دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے) "کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا"۔ (اُسی سے وابستہ رکھنا) "اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی"۔ (وہ کون سی تین قسم کی خاص باتیں ہیں۔ فرمایا) "اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا" (جو کچھ بھی دنیا میں موجود ہے اُس کی کوئی حیثیت نہیں) "تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔" (ہر چیز جو ہے وہ ہلاک ہونے والی ہے اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، ختم ہونے والی ہے اور اُس کی کوئی حقیقت نہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سب جھوٹ ہے)۔ "دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا" (کہ ربّ صرف ہمارا خدا ہے وہی ہمارا پالنے والا ہے اور وہی ہے جس کو خدائی طاقت حاصل ہے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے)۔ فرمایا "اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں" (یہ مختلف قسم کے جو پالنے والے نظر آتے ہیں یا جن سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں) "یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا" (یہ سب لوگ بھی، جن سے ہمیں فائدہ دنیا میں مل

رہاہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی مل رہاہے، اللہ تعالیٰ کے نظام کا ایک حصہ ہیں)۔’’ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا۔ اوراسی میں کھوئے جانا‘‘۔ (یعنی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرنا۔)

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد12 صفحہ 350-349)

پھر بیعت کی دوسری شرط ہے۔’’ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’سو اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں‘‘ (جو سچائی سے روکتے ہیں) ’’تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن میں اس کا چنداں حرج نہیں (کوئی حرج نہیں) اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے‘‘۔

فرمایا: ’’دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہوگا کہ جو بغیر کسی تحریک کے خواہ نخواہ جھوٹ بولے۔ پس ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا جائے حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔ اس میں خدا کی تعلیم یہ ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) .... وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (البقرة: 283) .... وَلَا تَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ۔ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (البقرة284) .... وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (الانعام:153) .... كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:136) .... وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا (سورة المائدة آیت 9) .... وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ (الاحزاب:36) .... وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر:4) .... لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73)۔

اس کے ترجمہ میں آپ فرماتے ہیں کہ: ’’بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے سے انکار مت کرو۔ اور سچی گواہی کو مت چھپاؤ اور جو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہے۔ اور جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے‘‘۔ (انصاف کی بات ہے) ’’اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو۔ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو۔ اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے۔ یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے یا اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔ اور چاہئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے۔ سچے مرد اور سچی عورتیں بڑے بڑے اجر پائیں گے۔ ان کی عادت ہے کہ اَوروں کو بھی سچ کی نصیحت دیتے ہیں۔ اور جھوٹوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد10 صفحہ 361-360)

پھر آپ اس کے بارہ میں مزید فرماتے ہیں۔ دوسری شرط میں بہت ساری باتیں شامل ہیں۔ فرمایا کہ:

’’زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو۔ اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے‘‘۔ (آج کل جو ٹی وی پروگرام ہیں، بعض چینلز ہیں، بعض انٹرنیٹ پر آتے ہیں یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو ان برائیوں کی طرف لے جانے والی ہیں۔ نظر کا بھی ایک زنا ہے، اُس سے بھی بچنا چاہئے۔ ہر ایسی چیز جو برائیوں کی طرف لے جانے والی ہے فرمایا کہ اُس سے بچو۔) ’’زنا کی راہ بہت بری ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد10 صفحہ 342)

(تمہاری منزل مقصود کیا ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور یہی آخری منزل ہے اور اس کے رستے میں یہ چیز روک بنتی ہے)

پھر اسی دوسری شرط کی جو دوسری باتیں ہیں، اُس میں مثلاً بدنظری ہے، اُس کے بارہ میں فرمایا:

’’قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے، کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ (النور:31) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد صرف شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخرکار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 105۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں:۔

’’اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے، مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے۔ غضّ بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں اپنی عادات، رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہو سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 614۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

فسق و فجور سے بچنے کے لئے آپ فرماتے ہیں:

’’جب یہ فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے‘‘ (یعنی مسلمان یا دوسرے مذاہب کے لوگ) ’’اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آ گئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی‘‘ (یہ مسلمانوں کے ذکر میں فرمایا) ’’اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کروایا۔ لکھا ہے کہ اس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی اَيُّهَا الْكُفَّار اُقْتُلُوْا الْفُجَّار۔ (یعنی اے کافرو! فاجروں کو قتل کرو) غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 108۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر فساد سے بچنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

’’تمہیں چاہیے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے اُن سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ اُن کے لیے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو مَیں اس امر کے لیے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سُن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ .... جب مَیں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ مَیں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے (اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے لوگ گندی گالیاں دیں) کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو‘‘۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 157۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

(دشمنوں کے مقابلے میں۔ اور یہی پاکستان میں احمدیوں کو بار بار کہا جاتا ہے کیونکہ وہاں اب لوگوں نے غلیظ قسم کی گالیوں کی انتہا کر دی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتے ہیں۔ اور اس کا صرف حل یہی ہے کہ دعائیں کی جائیں اور بہت دعائیں کی جائیں۔)

پھر آپ نفسانی جوشوں سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں:

’’وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں‘‘۔ فرمایا ’’زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو۔ اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنج وقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں اور اپنے نبی کریم کے شکرگزار رہو، اُس پر درود بھیجو، کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانے کے بعد نئے سرے خداشناسی کی راہ سکھلائی‘‘۔ (ضمیمہ تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15 صفحہ 525)

پھر تیسری شرط بیعت کی یہ ہے:

’’یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ (باقاعدگی رکھے گا۔) اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر

ایک جوزکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے" (یعنی اللہ تعالیٰ بہت قریب آجاتا ہے اگر اُس کا حق ادا کیا جائے) "نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔..........جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کے لیے مشروط ہے، روزہ بھی مشروط ہے، زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لیے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہے اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 627۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر تہجد کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اُسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 28۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ درُود کے بارہ میں بتاتے ہیں کہ:

"انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اُسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ (الزمر: 54) اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپؐ پر درود پڑھو۔ اور آپؐ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو"۔

(البدر جلد 2، نمبر 14۔ 24 اپریل 1903ء صفحہ 109)

پھر استغفار کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے اُن کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ ہیں کہ گناہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔" (اگر غلطی سے گناہ ہو گیا تو انسان استغفار کرنے سے اُس کے بد نتائج سے بچ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ جاتا ہے) "کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے، یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے، وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں"۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 34)

پھر چوتھی شرط بیعت کی یہ ہے "یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"پہلا خلق ان میں سے عفو ہے" (معاف کرنا ہے)۔ یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے۔ سزا دلائی جائے۔ قید کرایا جائے۔ جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصالِ خیر ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے۔ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135)۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر (یعنی اس بخشنے کا کا فائدہ ہو) تو اس کا وہ بدلہ پائے گا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351)

پھر فرمایا کہ:

"انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 609۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر عاجزی کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

"اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے، توبہ کرو۔ جب کہ دُنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیے کہ ہر شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے توبہ کریں۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں"۔ (جو انسانی عادات ہیں انسان میں، اچھے اخلاق اُن میں اپنانے کی کوشش کرو) "غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے لے" (غصہ کی جگہ عاجزی انکساری لے لے)۔ "اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر: 9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 135-134۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر پانچویں شرط یہ ہے:

"یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا"۔ (اللہ تعالیٰ کے تعلق میں)۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لے لیتے ہیں"۔ (یعنی اپنی جان بیچ کر اللہ تعالیٰ کی رضا خریدتے ہیں، اپنی جان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے)۔ "یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے" (اس آیت کو بیان نہیں کیا گیا لیکن بہر حال آپ آیت کی تشریح کر رہے ہیں) "کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعت خالق اور خدمت خلق کے لئے بنائی گئی ہے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 385)

پھر خدا کا پیار حاصل کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ: "خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمتِ خاص کے مورد ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 421)

پھر خدا تعالیٰ سے وفاداری کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ:

"ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اُس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کا ولی بنتا ہے۔ لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔..........لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلی کرتا ہے۔ اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس کو بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لیے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو۔ اگر دل پاک نہیں ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا" (یعنی بیعت کے لئے ہاتھ آگے بڑھانا کیا فائدہ دے گا) "مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 65۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر چھٹی شرط یہ ہے:

"یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

اس ضمن میں پہلے مَیں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس طور پر زندہ کرے گا"۔ (یہ قال الرسول کی بات ہو رہی ہے) "کہ لوگ اُس

پر عمل کرنے لگیں تو سنت کے زندہ کرنے والے شخص کو بھی عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اُسے اپنا لیا تو اُس شخص کو بھی اُن پر عمل کرنے والوں کے گناہوں سے حصہ ملے گا اور ان بدعتی لوگوں کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

(سنن ابن ماجہ۔کتاب المقدمۃ باب من احیاسنۃ قدامیتت حدیث:209)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ(آل عمران:32)۔خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملادے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہیئے۔شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہیئے۔دیکھو مَیں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اُس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پاسکتے ہیں۔آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔سوتم ان سے پرہیز کرو۔ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنالی ہے۔تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اور اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد3 صفحہ 103-102۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر ساتویں شرط یہ ہے کہ ’’یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

تکبر کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں‘‘۔(اللہ تعالیٰ کا رحم، جو بھی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہے، اُس کو واحد سمجھنے والا ہے، اُس کی مدد کرتا ہے، اُس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے لیکن تکبر کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔فرمایا کہ)’’شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا‘‘۔(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن 5 جلد صفحہ 598)

فرماتے ہیں کہ:

’’اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریاء ہے، یا خود پسندی ہے، یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔‘‘(بیعت کر لی یہی کافی ہے)’’کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا‘‘۔(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد19 صفحہ 12)

پھر مسکینوں کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا۔اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔پس چاہئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو‘‘۔(ملفوظات جلد3 صفحہ 370۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر آٹھویں شرط یہ ہے کہ:

’’یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی۔مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔سو اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا ہے‘‘۔

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد3 صفحہ 10 تا12)

پس آپ کا مقصد دنیا کی اصلاح کرنا ہے اور ہم جو ماننے والے ہیں، ہمیں ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر نویں شرط یہ ہے:

’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے(سبحانہ تعالیٰ شانہٗ)۔..........پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا(الدھر:9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفّار ہی ہوتے تھے۔اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی‘‘۔فرماتے ہیں ’’مَیں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اُٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے، لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کردے گا۔اس لیے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 219۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔.......... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ہلاکت کی راہوں سے ڈرو‘‘۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 12-11)

پھر دسویں شرط یہ ہے: ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں‘‘۔(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرما رہے ہیں)’’اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اُس کو قوت دیں گے۔اور اُس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے‘‘۔(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ 420)

یعنی یہ شرعی احکامات ہیں اور یہی معروف احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور ایک انسان کی دنیاوی طوقوں سے نجات بھی اسی میں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے کہ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے مَیں اُس کو اس سے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے
خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا۔مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُس کے پاس نہیں۔سچا شفیع مَیں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں'' (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوں) '' اور اس کا ظل جس کو اس زمانے کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی، یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

پھر آپ فرماتے ہیں۔اب ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آخر میں بیان ہے'' اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو''۔ (پھر فرماتے ہیں اس بارے میں کہ کون عزیز ہیں؟) فرمایا کہ'' میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ مَیں دنیا میں سے نہیں ہوں۔مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں'' (مضبوط قلعہ میں ہوں، حفاظت میں رکھنے والا قلعہ میں ہوں) '' جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مُزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پَیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی''۔ (انسان جب پاک بنتا ہے، نفس کی دوزخ میں جب پاؤں رکھتا ہے جب انسان اپنے آپ کو، اپنے نفس کو پاک کرتا ہے تو پھر جتنی بھی اُس کی نفس کی آگ تھی وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے) فرمایا:
'' تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّیٔ خاص کے ساتھ رب العالمین کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر اپنا عرش قائم کرتا ہے) تب پرانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اِسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے''۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-34)

پس یہ وہ تعلیم اور خواہشات ہیں جن پر چلنے اور پورا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔حقیقی بیعت کنندہ کا یہ معیار مقرر کیا ہے۔پس آج کے دن ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم ان شرائط پر اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور غلطیوں کو معاف فرمائے، انہیں دور فرمائے اور ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اگر کوئی نیکیاں ہمارے اندر ہیں تو اُن کے معیار پہلے سے بلند ہوتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ اُن کو بلند کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکیں۔

آج مَیں نے احتیاطاً پاکستان کے حوالے سے کچھ نوٹس رکھ لئے تھے۔پاکستان میں بھی 23/مارچ کو یومِ پاکستان منایا جارہا ہے اور اس حوالے سے بھی پاکستانی احمدیوں کو مَیں کہوں گا کہ دعا کریں کہ جس دور سے آج کل ملک گزر رہا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔احمدیوں کی خاطر ہی اس کو بچائے۔کیونکہ احمدیوں نے اس ملک کو بچانے کی خاطر بہت دعائیں کی ہیں لیکن پھر بھی یہی کہا جاتا ہے اس لئے چند حقائق بھی مَیں پیش کروں گا کہ احمدی کس حد تک اس ملک کے بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے؟

'دورِ جدید' ایک اخبار تھا، اُس نے 1923ء میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق یہ لکھا کہ
'' پنجاب کونسل کے تمام مسلمانوں نے (جو) (یقیناً مسلمانانِ پنجاب کے نمائندے کہلانے کا جائز حق رکھتے ہیں) جبکہ یہ ضرورت محسوس کی کہ پنجاب کی طرف سے ایک مستند نمائندہ انگلستان بھیجا جانا چاہئے تو عالی جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہی کی ذاتِ ستودہ صفات تھی جس پر اُن کی نظر انتخاب پڑی۔چنانچہ چوہدری صاحب نے اپنا روپیہ صرف کرکے اور اس خوبی اور عمدگی سے حکومتِ برطانیہ اور سیاسینِ انگلستان کے روبرو یہ مسائل پیش کئے جس کے مداح نہ صرف مسلمانانِ پنجاب ہوئے بلکہ حکومت بھی کافی حد تک متأثر ہوئی...........۔

(اخبار دورِ جدید لاہور 16 اکتوبر 1923 بحوالہ تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی قربانیاں از مرزا خلیل احمد قمر صفحہ 11)

یہ وہ واقعات ہیں اور وہ روشن حقائق ہیں جن سے کم از کم اخباری دنیا کا کوئی شخص کسی وقت بھی انکار نہیں کر سکتا۔

پھر ممتاز ادبی شخصیات میں سے مولانا محمد علی جوہر صاحب ہیں۔اپنے اخبار'' ہمدرد'' مؤرخہ 26/ستمبر 1927ء میں لکھتے ہیں کہ:
'' ناشکری ہوگی کہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد اور اُن کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنے تمام تر توجہات، بلا اختلافِ عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں...........اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظّم فرقے کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ ودر باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں، مشعل راہ ثابت ہوگا''۔

(اخبار'' ہمدرد'' مورخہ 26 ستمبر 1927ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 7)

یعنی مولانا محمد علی جوہر صاحب بھی نہ صرف جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہ رہے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو مسلمان فرقہ میں شمار کر رہے ہیں۔جبکہ آجکل تاریخِ پاکستان میں سے احمدیوں کا نام نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اور آئینی لحاظ سے مسلمان تو وہ لوگ ویسے ہی تسلیم نہیں کرتے۔

پھر اسی طرح ایک بزرگ ادیب خواجہ حسن نظامی نے گول میز کانفرنس کے بارہ میں لکھا کہ:
'' گول میز کانفرنس میں ہر ہندو اور مسلمان اور ہر انگریز نے جو چوہدری ظفر اللہ خان کی لیاقت کو مانا اور کہا کہ مسلمانوں میں اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو فضول اور بے کار بات زبان سے نہیں نکالتا اور نئے زمانے کی پولیٹکس پیچیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے تو وہ چوہدری ظفر اللہ خان ہے''۔

(اخبار'' منادی'' 24 اکتوبر 1934 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

پھر ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں کہ'' گول میز کانفرنس کے مسلمان مندوبین میں سے سب سے زیادہ کامیاب آغا خان اور چوہدری ظفر اللہ خان ثابت ہوئے''۔

(اقبال کے آخری دو سال صفحہ 16 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

یہ بھی ایک کتاب ہے'' اقبال کے آخری دو سال'' اور اس کی ناشر اقبال اکیڈمی پاکستان ہے۔

پھر حضرت قائداعظم نے خود سیاست میں واپس آنے کے بارے میں ہندوستان واپس جانے کے بارے میں فرمایا کہ:
'' مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ مَیں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا''۔ (جب یہ واپس چلے گئے تھے ہندوستان چھوڑ کے، انگلستان آگئے تھے) '' نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں، نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔آخر مَیں نے لنڈن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا''۔

(قائداعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری صفحہ 192 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

یہ رئیس جعفری صاحب کی کتاب'' قائداعظم اور ان کا عہد'' میں یہ درج ہے۔'' تو اُس وقت جماعت احمدیہ نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے امام مسجد لنڈن مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو بھیجا کہ قائداعظم پر زور ڈالیں کہ وہ واپس آئیں اور مسلمانوں کی رہنمائی کریں تا کہ اُن کے حق ادا ہو سکیں۔آخر قائداعظم ہندوستان واپس گئے اور مسلمانوں کی خدمت پر کمربستہ ہونے کی حامی بھر لی اور بے ساختہ انہوں نے یہ کہا کہ:

The eloquent persuasion of the Imam left me no escape.

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

یعنی امام مسجد لنڈن کی جو فصیح و بلیغ تلقین اور ترغیب تھی، اُس نے بھی میرے لئے کوئی فرار کا رستہ نہیں چھوڑا۔

پھر مشہور صحافی جناب محمد شفیع جو میم شین کے نام سے مشہور ہیں، لکھتے ہیں کہ:
'' یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لنڈن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آگئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے''۔ پاکستان ٹائمز 11/ستمبر 1981ء میں یہ حوالہ درج ہے۔

(پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء سپلیمنٹ II کالم نمبر 1 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

پھر جو اشد مخالفین تھے انہوں نے بھی ایک اعتراف کیا۔چنانچہ مجلسِ احرار نے'' مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ'' کے عنوان سے ایک کتابچہ 1946ء میں شائع کیا جس میں صاف طور پر لکھا کہ مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی جو پالیسی تھی اس کو سراہا۔اس کے بعد جب سنٹرل وسطی کے الیکشن شروع ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔

(مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ صفحہ 18 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 11-10)

مشہور اہلحدیث عالم مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب 'پیغام ہدایت و تائید پاکستان و مسلم لیگ' میں لکھتے ہیں کہ احمدیوں کا اسلامی جھنڈے کے نیچے آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے''۔یعنی ان کے نزدیک احمدی مسلمان بھی ہیں اور انہوں نے پاکستان

میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

پھر باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات ہیں اُن کو حمید نظامی صاحب نوائے وقت کے بانی تھے، بڑی مدحت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ نوائے وقت آجکل تو جماعت کے خلاف بہت کچھ لکھتا رہتا ہے، ان کی پالیسی بدل گئی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیاوی فائدہ زیادہ دیکھنے لگ گئے ہیں، لیکن بہرحال جناب حمید نظامی صاحب جو اس کے بانی تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

”حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا............کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ اُن کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقے سے اربابِ اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ، اُن کے اس کام کے معترف اور شکرگزار رہوں گے“۔

(نوائے وقت یکم اگست 1947ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 105-104)

پھر جب 53ء کے فسادات ہوئے ہیں۔ تحقیقاتی عدالت میں جماعت کا معاملہ پیش ہوا۔ جسٹس منیر بھی جج تھے، لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر معمور کیا تھا، خاص قسم کے دلائل پیش کئے، لیکن عدالت ھذا کا صدر (یعنی جسٹس منیر) جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (اُس وقت باؤنڈری کمیشن میں یا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے حکام کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مصلحت سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں، اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف ”منیر انکوائری رپورٹ“ صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

اور یہ شرمناک ناشکرا پن اب اکثر سیاسی جماعتوں میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، اور پھر جو ملک کی حالت ہے وہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ اس لئے آج کے، اس دن کے حوالے سے پاکستانی اپنے ملک پاکستان کے لئے بھی بہت دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ اس کو اس تباہی سے بچائے جس کی طرف یہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

بقیہ: دنیا میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ از صفحہ نمبر 2

اس وقت بعض ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ کوئی غیر ملکی شخص ہمارے ملک میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً روس اور بعض دوسرے ممالک نے یہ پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی غیر ملکی آدمی ہمارے ملک میں نہیں آ سکتا۔ ہم نے اپنے مبلغ کو وہاں بھیجنے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن پاسپورٹ نہ دیا گیا۔ پس جب تک خیالات کا تبادلہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی اُس وقت تک اتحاد نہیں ہو سکتا کیونکہ حکومتوں کے اتحاد کیلئے افراد کا اتحاد ضروری ہے اور افراد کا اتحاد ہو نہیں سکتا جب تک وہ تبادلۂ خیالات نہ کریں اس لئے تبادلۂ خیالات حکومتوں کے اتحاد کے لئے پہلا قدم ہے۔ پس ان چار چیزوں کو اگر جمع کر دیا جائے تو امن قائم ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد اندرونِ ملک کے جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے اسلام نے جو قواعد مقرر کئے ہیں اب میں وہ بیان کرتا ہوں۔...... میں تفصیلات میں نہیں جا سکتا صرف موٹے موٹے عنوانات پر ہی اکتفا کروں گا۔

پہلی چیز یہ ہے کہ نسلوں کا امتیاز مٹا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات:14)

یعنی اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ یہ چیز تمہارے لئے آپس میں تعارف کا ذریعہ بنے مگر یہ بات یاد رکھو کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے یہ قومیں اور قبیلے اور خاندان تو تعارف اور پہچان کے لئے ہیں۔ جس طرح پہچان کے لئے نام رکھے جاتے ہیں مگر کیا ناموں کی وجہ سے تم یہ کبھی سمجھتے ہو کہ چونکہ اس کا نام عبداللہ ہے اس لئے یہ چھوٹا ہے اور اس کا نام رحمٰن ہے اس لئے وہ بڑا ہے بلکہ یہ نام تو پہچاننے کے لئے ہیں لیکن بعض لوگ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے معزز سمجھنا شروع کر دیتے ہیں جیسے مسلمانوں میں سید اور ہندوؤں میں برہمن عام طور پر اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہیں۔ پس یہ قوموں اور قبائل کی تقسیم اپنے اندر کوئی بزرگی نہیں رکھتی بلکہ یہ تو تعارف کے لئے ہے۔ اگر سارے ہی عبدالرحمٰن نام کے ہوتے، اگر سارے ہی عبداللہ نام کے ہوتے یا سارے ہی چونی لال یا رام لال نام رکھتے تو پھر پہچان مشکل ہو جاتی اس لئے یہ نام اور قبائل اور وطن وغیرہ ہمارے لئے تعارف میں آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں ورنہ اسلام کسی انسان کو دوسرے انسان پر محض قبیلہ یا خاندان یا وطن کی وجہ سے برتری نہیں دیتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ عربی شخص کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے سب ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 411 المکتب الاسلامی بیروت)

دوسری بات یہ ہے کہ دوستی یا عدمِ دوستی کے امتیاز کو اڑا دیا جائے۔ دنیا میں یہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور جن لوگوں سے انہیں کوئی اختلاف ہو ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں یہ طریق امن کو برباد کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان (المائدہ:3) کہ ہم تمہیں دوستی سے منع نہیں کرتے تم دوستوں کی مدد بے شک کرو مگر وہ نیکی اور تقویٰ کی حدود کے اندر ہو جو حق اُسے پہنچتا ہے وہی اُسے پہنچاؤ یہ نہیں کہ چونکہ دوست ہے اس لئے گناہ اور سرکشی کی حالت میں بھی اس کی مدد کرتے جاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا کہ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا کہ تُو اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مظلوم کی مدد تو ہماری سمجھ میں آتی ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا اس کو ظلم کرنے سے روکو! یہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ) گویا اپنے بھائی کی مدد کرنا ہر حالت میں تمہارا فرض ہے اگر وہ مظلوم ہے تو ظالم کے ہاتھوں کو روکو اور اگر وہ خود ظالم ہے تو اُسے ظلم کرنے سے روکو۔ پس جائز تعاون کے متعلق اسلام حکم دیتا ہے لیکن ناجائز تعاون سے بہت سختی سے روکتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ خوشی کے نشہ میں ہر ناجائز بات نہ مانتے جاؤ۔

تیسری بات یہ ہے کہ مالداروں اور غیر مالداروں کے امتیاز کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُم (الحشر: 8) یعنی بستیوں کے لوگوں کا جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو عطا فرماتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول اور قرابت داروں کا ہے اسی طرح یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں کا ہے اور ہم نے یہ قانون اس لئے بنایا ہے کہ یہ دولت تم میں سے امراء کے اندر ہی چکر نہ کاٹتی رہے بلکہ غرباء کی ضرورت کا بھی خیال رکھا جائے۔ ہاں اسلام یہ نہیں کہتا کہ مالداروں سے پورے طور پر دولت چھین لی جائے اور ہر رنگ میں مساوات قائم کر دی جائے بلکہ وہ انفرادی آزادی کا حق بھی قائم رکھتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ نظامِ حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ اپنے مالوں کو اس رنگ میں خرچ کرو کہ اس کے ذریعہ غرباء کو ترقی حاصل ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ قومی جنبہ داری کی روح کو دور کیا جائے۔ دنیا میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو صرف اتنی بات دیکھتے ہیں کہ چونکہ ہماری قوم فلاں بات کہتی ہے اس لئے اس کی بات درست ہے اور اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی قوم کی ہر بات کی تائید کریں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ قوم حق پر ہے یا ناحق پر۔ اور چونکہ قوم کو یہ توقع ہوتی ہے کہ افرادِ قوم ہر حالت میں ہمارا ساتھ دیں گے اس لئے وہ جائز و ناجائز ہر قسم کے کام کو اپنے لئے مباح سمجھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْۤ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (المجادلہ: 10) یعنی اے مومنو! تم اہم امور میں مشورہ کرو تو ہمیشہ اس اصل کو اپنے سامنے رکھو کہ ہم گناہ اور زیادتی اور اپنے رسول کی نافرمانی کسی صورت میں نہیں کریں گے اور ایسے معاملات میں اپنی قوم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ پس اسلام اس قسم کے جتھے کو ناجائز قرار دیتا ہے جس کے اندر گناہ اور زیادتی اور معصیۃ الرسول سے بچنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ہاں اسلام یہ کہتا ہے وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کہ ایسی کمیٹیاں بناؤ جو نیکی اور تقویٰ پر مبنی ہوں وَاتَّقُوا اللّٰہ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دلوں میں پیدا کرو اور اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرو کیونکہ تمہاری یہ پارٹیاں اس دنیا میں ہی رہ جائیں گی تم عارضی طور پر اس دارالامتحان میں آئے ہو مگر تمہاری نجات اگلی دنیا سے وابستہ ہے۔ پس ایسے اعمال نہ کرو کہ تمہاری آئندہ زندگی خراب ہو جائے۔ یہ چار اصول ہیں جو اسلام نے بیان کئے ہیں اگر دنیا ان پر عمل کرے تو موجودہ بے چینی اور بدامنی سے نجات پا سکتی ہے“۔

(انوار العلوم جلد 18 صفحہ 423 تا 437)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔

عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

(قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بہتری کے لئے تدبیر اور دعا کرنے کی نصائح)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر لجنہ سے خطاب فرمودہ 25/جون 2011ء بمقام کالسروئے (Karlsruhe) (جرمنی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَاباً ۔ وَالَّذِيْنَ لَايَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان 72 تا 75)

اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجا لائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں ۔ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اجلاس کے شروع میں بھی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ اسلام میں کسی گناہ کے کفّارہ کا تصور کسی کی خاطر کفّارہ ادا کرنے یا مرنے سے ادا ہونے کا نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور وہ اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مختلف عہد جو تم نے کئے ہیں تم اُن سے متعلق پوچھے جاؤ گے۔ فرمایا کہ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) کہ اپنے عہد پورے کرو۔ ہر عہد کے بارے میں یقیناً ایک دن جواب طلبی ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (سورۃ الفاطر:19) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی اپنے بوجھ کی طرف بلائے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ تُو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو اپنے رب سے اس کے غیب میں ہونے کے باوجود ترساں رہتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو بھی پاکیزگی اختیار کرے تو اپنے ہی نفس کی خاطر پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی آخری ٹھکانا ہے۔

پس ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے اور یقیناً ہر احمدی کا یہ ایمان ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر تو ایک کھوکھلا دعویٰ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب کرنا اور خدا سے تعلق پیدا کرنا اور خدا کی پہچان کروانا تو پھر ہمیں اُن باتوں کو دیکھنا ہوگا جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جائے گا کہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن گئے یا بن گئی اور اس سے بخشش کے سامان ہو جائیں گے۔ اور یہی خالی خولی بیعت ہمارے گناہوں کا کفّارہ بن جائے گی، یا اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جائے گی۔ فرماتا ہے ایسا نہیں ہوگا بلکہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرا رکھتے ہوئے اُس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں واضح ہے کہ اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑیں گے۔ اگر کوئی گناہ کرتا ہے، اگر کوئی خدا تعالیٰ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، توجہ نہیں دیتا تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ فرمایا کہ یہاں تک واضح ہو کہ تمہارے بڑے قریبی بھی جو تمہاری خاطر قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ بھی اُس دن کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ تمہارے عمل جو تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے بجا لاتی رہی ہو، وہ تمہارے کام آئیں گے۔ تمہاری نمازیں جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں وہ تمہارے کام آئیں گی۔ تمہاری اپنے نفس کو ہر غیر اللہ سے پاک رکھنے کی کوششیں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنیں گی۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک حقیقی مسلمان کے لئے کوئی کفّارہ کا تصور نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیکیاں ہیں، پاک عمل ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیب میں بھی خوف ہے جو انسانوں کے کام آنے والا ہے، ایک مومن کے کام آنے والا ہے۔

اب غیب کے حوالے سے قرآنِ کریم میں عورت کو کیا نصیحت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النسآء: 35) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔ غیب میں بھی وہی نیکیوں پر قائم رہ سکتی ہے یا رہ سکتا ہے، وہی شخص فرمانبردار ہو سکتا ہے وہی عورت فرمانبردار ہو سکتی ہے، وہی اپنے اور اپنے خاوندوں کے رازوں کی حفاظت کر سکتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو، اُس کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُس کے دل میں ہو۔

غیب میں جن چیزوں کی حفاظت کا حکم ہے اُن میں اپنے خاوند کے بچوں کی تربیت کی نگرانی اور اُن کی دیکھ بھال بھی ہے۔ یہ نہیں کہ خاوند گھر سے باہر اپنے کام کے لئے نکلا تو عورت نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور بچوں کو گھر میں چھوڑا اور اپنی مجلسیں لگانے کے لئے نکل پڑی۔ یا بچوں کی تربیت کی طرف صحیح توجہ نہیں دی۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری عورت پر بچوں کی تربیت کی ہے۔ اِس کو پورا نہ کر کے وہ نہ صَالِحَات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ قَانِتَات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ اُس نسل کی حفاظت کا حق ادا کر سکتی ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اُس پر ڈالی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور اُس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الاستقراض و اداء الدیوان...... باب العبد راع فی مال سیدہ...... حدیث 2409)

اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کی بہت بڑی ذمہ داری عورت پر ہے۔ پس ہر احمدی عورت کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ہر لڑکی جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی اور نوجوانی کی عمر کو پہنچی ہوئی ہے اُس کا شمار حَافِظَات اور فرمانبرداروں میں تب ہوگا جب وہ اپنے تقدس کی حفاظت کر رہی ہوگی۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اُس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا۔ اُس کا لباس اُس کے تقدس کی پہچان ہوگی۔ یہ نہیں کہ مغربی معاشرے سے متاثر ہو کر اپنے لباسوں کو اتار دو۔ اپنے تقدس کا خیال نہ رکھو۔ اپنی حیا کا خیال نہ رکھو۔ نہیں۔ جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی آپ صَالِحَات کہلائیں گی۔ تبھی قَانِتَات کہلائیں گی۔ تبھی حفاظت کرنے والی کہلائیں گی۔ بیشک ماں باپ، بڑے رشتہ دار یا جماعت کے افراد کسی کو نہیں دیکھ رہے، لیکن ہمیشہ یہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ جو ہر غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر عہد کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ اور ہر احمدی عورت اور مرد نے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ایک اپنے بوجھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا اور یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ دنیا کی دولت، مال اسباب یہیں رہ جانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال ہی پیش ہونے ہیں۔ پس توبہ استغفار سے ہمیں اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَاباً (الفرقان:72) اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجا لائے وہی ہے جو حقیقی مومن ہوتا ہے۔

پس حقیقی توبہ صرف زبانی توبہ نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ اُس کو سجانے کی ضرورت ہے۔ اب جس نے حقیقی توبہ کی ہے وہ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو سامنے رکھے گی۔ اس لئے کہ یہ بات اُس عمل سے اسے کراہت دلوائے گی، نفرت پیدا کرے گی۔ اور جب کراہت پیدا ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ ہوگی۔ وہ عمل جو خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں کبھی نہ کرنے کا وہ عہد بھی کرے گی۔

پھر بعض لوگ ہیں، بعض عورتیں ہیں اپنی بعض رنجشوں میں مثلاً اُن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرتی ہیں۔ دلوں میں کینے اور بُغض پنپتے رہتے ہیں۔ حقیقی توبہ یہ ہے کہ جن سے رنجشیں ہیں اُن سے نہ صرف صلح کرو بلکہ اُن کے نقصان کا ازالہ کرو۔ اور یہ ازالہ جب توبہ کے ساتھ ہوگا تو وہی نیک عمل ہوگا، وہی عملِ صالح ہوگا۔ بعض خاوند، بیویاں، ساس، بہوئیں، نندیں، بھابیاں مجھے تو خط لکھ دیتی ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور ہم آئندہ ایسا کریں گی یا نہیں کریں گی لیکن جن کو نقصان پہنچایا ہوتا ہے یا جس کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے، اس سے نہ معافی مانگتی ہیں نہ اظہارِ ندامت کرتی ہیں۔ بہرحال اس طرف عورتوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مردوں کو بھی، کیونکہ مَردوں کا بھی یہی حال ہے۔ دنیاوی لالچیں اس طرح

غالب آ جاتی ہیں کہ خدا کا خوف بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض لوگ ظاہری طور پر تو معذرت بھی کر لیتے ہیں لیکن بُغض اور کینے جیسا کہ میں نے کہا اندر ہی اندر پک رہے ہوتے ہیں اور جب بھی موقع ملے پھر نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی توبہ کو نیک عمل کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کہ اگر نیک عمل ہوگا تو حقیقی توبہ ہوگی۔ اگر کسی غلطی کا مداوا اور ازالہ ہوگا تو پھر ہی توبہ قبول ہو گی۔ اور جب یہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہیں۔ اس بارے میں اَور جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ہمیں ایسی توبہ اور استغفار کی ہر وقت تلاش رہنی چاہئے جو حقیقی توبہ ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (طٰہٰ:83) کہ اور یقیناً میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ اب یہاں فرمایا کہ ہدایت پر قائم رہے۔ پس مزید واضح کر دیا کہ توبہ کے ساتھ عملِ صالح ضروری ہے اور یہاں عملِ صالح کی مزید ہدایت فرما دی اور تلقین فرما دی کہ کوئی غلط فہمی نہ رہے کہ مَیں نے خود آگے بڑھ کر صلح کر لی ہے بلکہ فرمایا کہ یہ جو ہدایت کا کام تم نے کیا ہے اگر یہ تمہارے نزدیک عملِ صالح ہے تو یہ ایک دفعہ کا عمل ہے کہ توبہ کر لی اور مَیں نے صلح کر لی اور معافی مانگ لی، بلکہ پھر اس پر ہمیشہ کے لئے قائم بھی رہنا ہے۔ اور ہدایت پر یہ قائم رہنا تمہیں پھر خدا تعالیٰ کا قرب دلائے گا۔

پس دل صاف ہونے کا دعویٰ تبھی قابلِ قبول ہے جب اس پر قائم بھی ہو اور ہدایت پر نہ صرف قائم ہو بلکہ پھر ہر عورت کی، ہر مرد کی، ہر احمدی کی عملِ صالح ایک پہچان بن جائے اور یہ پہچان دوسروں کے لئے بھی سبق اور نمونہ ہو۔ اب ہر کوئی اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں دل کو ٹٹولا جائے تو اپنے ضمیر کا فیصلہ سب سے اچھا فیصلہ ہوتا ہے بشرطیکہ دل صاف ہو، بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو کہ کیا میری توبہ حقیقی ہے؟ کیا میرا عملِ صالح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے؟ اور اگر ہے تو کیا مَیں خالصتاً للہ اب نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے پر سختی سے قائم ہوں؟ کچھ عرصے کے بعد جب آدمی جائزہ لیتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ قائم ہوں کہ نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک ٹیسٹ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، توبہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ ٹیسٹ یہ ہے کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73) کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ گواہی کے متعلق فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:136) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

پس دیکھیں یہ خوبصورت تعلیم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ ہم دنیا کو بتانے کے لئے تو یہ دعوے کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے اور اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم ہے۔ اور جماعت احمدیہ دنیا میں انصاف اور محبت کا پرچار کرتی ہے لیکن اگر ہمارے عمل ہمارے قول کے خلاف ہیں تو ہم اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور دنیا کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اب یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے کہ انسان اپنے خلاف گواہی دے۔ صلح بھی کر لی، توبہ بھی کر لی، عملِ صالح بھی کر لیا لیکن کچھ عرصہ بعد اگر کہیں ایسا موقع آئے کہ جہاں سچ بول کر اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو دل کو ٹٹولیں کہ کیا ہم ایسے ہیں جو سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے خلاف گواہی دینے والے بنیں گے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ تو جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر اپنے گھروں میں امن قائم کرنا چاہتی ہو یا اپنے معاشرے میں امن قائم کرنا چاہتی ہو تو کبھی جھوٹ کا سہارا نہ لو یہاں تک کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ اپنے والدین کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنے قریبی دوستوں، رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اگر اس ایک بات کو ہر احمدی عورت اور مرد پلّے باندھ لے تو گھروں کے فساد ختم ہو جائیں۔ قضا میں معاملات آتے ہیں، اکثر میں نے دیکھا ہے، بات کو طول دینے کے لئے اپنے حق میں فیصلے کروانے کے لئے جھوٹ پر بنیاد ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ عورت کی طرف سے بھی اپنے کیس کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے اور مرد کی طرف سے بھی اپنے معاملے کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے۔ اور پھر وکیل اور مشورہ دینے والے دوسرے لوگ جو اس کام پر مقرر کئے جاتے ہیں، وہ اس پر سونے پر سہاگہ، اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے کہ ہم نے بڑا اچھا کیس لڑا جھوٹ کی ترغیب دلاتے ہیں یا جھوٹے کیس بنا لیتے ہیں یا اپنے پاس سے بھی خود کچھ نہ کچھ add کر لیتے ہیں۔ وکیل تو اپنی برتری اس لئے سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کیس ہم جیت گئے تو ہماری بڑی واہ واہ ہو جائے گی اور ہمارا کام چمکے گا۔ گویا انہوں نے یہاں شرک شروع کر دیا اور جھوٹ کو اپنا رازق بنا لیا۔ لوگ کہیں گے بڑا اچھا وکیل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو تو پھر برائیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کے تقاضے پورے کرو اور اپنی اناؤں کے جال میں نہ پھنسو۔ اگر حقیقت میں ہر احمدی مرد اور عورت اس طرف توجہ دے تو بہت سے مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ آج کل ہر جگہ یہ صورتحال ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے۔ آج کل صبر نہیں رہا، حوصلہ نہیں رہا، برداشت نہیں رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پہ دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ خوفناک صورتحال ہے۔ یہ ایک جگہ قائم نہیں بلکہ میں نے جائزہ لیا ہے ہر سال خلع اور طلاقوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں فریق کچھ سچ کچھ جھوٹ بول کر اپنا کیس مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر آپس میں بعض غلط بیانیاں کر کے اپنا اعتماد ایک دوسرے کے لئے کھو دیتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا۔ یہ بات میرے لئے قابلِ فکر اس لئے ہے کہ خلع کی تعداد جماعت میں بہت بڑھ رہی ہے اور خلع لڑکیوں کی طرف سے، عورتوں کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا جرمنی میں بھی افسوسناک صورتحال ہے۔ بعض لڑکیاں والدین کے کہنے پر شادی کر لیتی ہیں۔ پہلے سچ بولنے اور حق کہنے کی جرأت نہیں ہوتی اور جب شادی ہو جاتی ہے تو پھر بعض ایسی حرکتیں کرتی ہیں جن سے میاں بیوی میں اعتماد کی کمی ہو جاتی ہے اور پھر لڑائیاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ پاکستان سے رشتے کر کے آ جاتی ہیں، جماعتی جائزے نہیں لئے جاتے، رپورٹیں نہیں لی جاتیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ جماعت نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہاں سے بعض لڑکے لڑکیوں کو بلا لیتے ہیں، اُن سے زیادتیاں کرتے ہیں اور پھر طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ تو دونوں طرف سے ایک ایسی خوفناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے جس کی جماعت کو فکر کرنی چاہئے۔

لڑکیاں بعض دفعہ شادی کے بعد بتاتی ہیں کہ ہمیں یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ ماں باپ نے کہا مجبوری تھی۔ بعض لڑکے بھی شادی کے بعد بتاتے ہیں۔ لڑکوں میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے، یا پھر اُن کو پتہ چلتا ہے کہ وہ لڑکے یا لڑکی کہیں اور involve ہیں یا کسی دوسرے رشتہ کو پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنی پسند کے رشتے شروع میں بتا دیں تو کم از کم دو گھروں کی زندگیاں تو برباد نہ ہوں۔ اور پھر ایسے بھی معاملات ہیں جہاں ماں باپ کو پہلے پتہ ہوتا ہے اور اس خیال سے شادی کروا دیتے ہیں کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا لیکن یہ ہوتا نہیں ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ٹھیک تو نہیں ہوتے البتہ دونوں میں سے کسی ایک کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ ایسے بھی ہیں جو پاکستان میں بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔ یہاں کی رہنے والی لڑکیاں اُن کے کام چھڑوا کر اُن کو وہاں سے بلوا لیتی ہیں اور یہاں آ کر پھر اُن کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ پھر گھروں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ لڑکیاں تو گھروں سے رخصت ہوا کرتی ہیں، اگر رخصت نہیں ہو سکتیں تو پھر ایسے دور کے مُلکوں میں شادی نہ کریں۔ پھر یہیں یورپ میں رشتے تلاش کریں۔ پھر ایسے بھی لڑکے ہیں جو تعلیم وغیرہ کے بارہ میں جھوٹ بول کر رشتہ کر لیتے ہیں۔ غلط بیانی کرتے ہیں کہ ہماری اتنی تعلیم ہے۔ احمدی لڑکیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں۔ لڑکے نکمّے ہوتے ہیں اور وہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ اور جب وہ یہاں آتے ہیں اور ان کی حقیقت کا پتہ لگتا ہے تو پھر رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہوتا ہے۔ پھر پاکستان میں بھی ایسی لڑکیاں ہیں جو یہاں باہر آنے کے لئے رشتے کر لیتی ہیں تو پاکستان سے آنے والی لڑکیاں بھی سوچ سمجھ کر آیا کریں۔ غرض دونوں طرف سے جھوٹ بولا جاتا ہے اور یہ ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ مَیں نے کہا جب مقدمے چلتے ہیں، خلع طلاق کی کارروائی ہوتی ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر حق بات بتائی جائے، ایک دوسرے پر اپنے حقوق ثابت کرنے کے لئے غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ جہیز بری کے مطالبوں کے لئے کہ یہ سامان ہمیں واپس کرو، وہ سامان واپس کرو۔ بعض دفعہ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض لڑکوں سے بڑی بڑی رقمیں حق مہر رکھوا لیا جاتا ہے کہ کونسا ہم نے لینا ہے۔ یا یہ کہہ دیتی ہیں ہم نے حق مہر معاف کر دیا۔ اگر لینا نہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ حق مہر مقرر ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ عورت لے اور یہ عورت کا حق ہے، اُس کو لینا چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ حق مہر میری بیوی نے واپس کر دیا ہے۔ معاف کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جا کے پہلے بیوی کے ہاتھ پر حق مہر رکھو، پھر اگر وہ واپس کرتی ہے تب حق مہر معاف ہوتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ بے چارے کی دو بیویاں تھیں۔ خیر انہوں نے قرض لے کر جا کر جب دونوں کے ہاتھ میں برابر کا حق مہر رکھ دیا اور کہا کہ واپس کر دو، تم معاف کر چکی ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس لئے معاف کر چکی تھیں کہ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں دینے کی طاقت نہیں ہے اور تم نہیں دو گے۔ تو کیونکہ اب تو تم نے دے دیا ہے تو دوڑ جاؤ۔ وہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو آپ بڑے ہنسے اور آپ نے کہا ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 1925ء۔ خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217 مطبوعہ ربوہ) تو حق مہر لینے کے لئے ہوتا ہے، حق مہر معاف کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ اور یہ عورت کا حق ہے کہ لے۔ جنہوں نے معاف کرنا ہے وہ پہلے یہ کہیں کہ ہمارے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر اگر اتنا کھلا دل ہے، حوصلہ ہے تو پھر واپس کر دیں۔

بہرحال جب حق مہر زیادہ رکھوائے جاتے ہیں تو جب خلع طلاق کے فیصلے ہوتے ہیں تو قضا کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی شخص کی حیثیت نہیں ہے اور ناجائز طور پر حق مہر رکھوایا گیا تھا تو اُس حق مہر کو خود مقرر کر دے اور یہ ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو عدالت میں اپنے مفادات لے لیتے ہیں اور لے لیتی ہیں، لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں ہمارا شرعی حق یہ بنتا تھا۔ پھر جماعت میں بھی آ جاتے ہیں۔ اگر شرعی حق بنتا تھا تو پھر شرعی حق لو یا قانونی حق لو۔ بعض دفعہ قانونی حق شرعی حق سے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے بہرحال حق ایک طرف کا ہی لینا چاہئے۔ ظلم جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ ایک فریق پر زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ لڑکے پر، نہ لڑکی پر۔ پھر اس کے لئے بھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسے کراہت والے کام ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک شریف شخص کراہت کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کہتے ہو کہ اے خدا! مجھے معاف کر دے۔ میری برائیوں کو دور کر دے۔ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ تو جن باتوں سے توبہ کر رہی ہو یا کر رہے ہو اُس کے مقابلے پر اعمالِ صالحہ پیش کرو تا کہ سمجھا جائے کہ توبہ حقیقی ہے۔ تم تو اپنے دنیاوی معاملات میں محض دنیاوی فائدے اُٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہو۔ پھر توبہ کیسی؟ طلاق اور خلع اسلام میں گو جائز ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور مکروہ ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی کراھیۃ الطلاق حدیث 2178) پس ایک مومنہ اور مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر بامر مجبوری ایسی باتوں سے واسطہ پڑ بھی جائے تو پھر انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے حق بات کہو۔ سچ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو، کیونکہ مومن کی شان یہ

ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

پھر فرماتا ہے وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان :73) کہ مومن کی یہ شان بھی ہے کہ جب وہ لغوبات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ بغیر اُن پر توجہ دیئے گزر جاتے ہیں۔ جب مومن کو چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں میں الجھا کر نیکیوں سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایک مومن ان میں نہیں الجھتا بلکہ صَرفِ نظر کرتے ہوئے وہاں سے گزر جاتا ہے، اپنا پلو بچا کر وہاں سے گزر جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ جھوٹ کے مقابلے میں جھوٹ گھڑے ایک مومن کا جواب ہمیشہ یہ ہوگا کہ یہ کراہت کا کام ہے، گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔ اور جب یہ رویہ ہوگا تو جھگڑوں میں طُول پیدا نہیں ہو گا، معاشرے میں امن پیدا ہوگا، گھروں میں امن پیدا ہوگا۔ اگر معاملات اس انتہا پر پہنچ چکے ہیں کہ قاضی کے پاس ہیں تو عدالت میں جا کے جو حق بات ہے وہ کہنی چاہئے اور بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے بھی بعض ٹیڑھے قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ قضا میں جب اُن کی تسلی کا فیصلہ نہیں ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے فریق کو لڑائی میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ لڑائی ہو اور پھر ایک نیا مقدمہ کر کے اُسے مقدمات میں پھنسایا جائے اور اُس کو طول دیا جائے۔ ایسی صورت میں مومن کو یہی حکم ہے کہ اگر حقیقی مومن ہو تو طرح دے کر گزر جاؤ، کسی طرح بہانہ بنا کر وہاں سے چلے جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی کوئی باز نہ آئے تو حُکّام سے یا انتظامیہ سے رابطہ کرو لیکن خود سے کسی قسم کی لڑائی میں کسی احمدی کو براہِ راست ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ بعض عورتیں اگر لڑتی نہیں ہیں تو گالی گلوچ بھی کر لیتی ہیں، یہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے'' (جب لڑائی ہوگی تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ ایک بولے گا دوسرا بھی بولے گا) ''جیسے مقدمات میں ہوتا ہے'' فرمایا ''اس لئے آرام اس میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدّ باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے گزر جاؤ''۔ (وہ گالیاں دے رہا ہے تو اس کے پاس سے گزر جاؤ) ''گویا سنا ہی نہیں''۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 131 ایڈیشن 2003ء)

اب یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو پھر اپنی طبیعت پر جبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ پس اگر دل میں تقویٰ ہے تو پھر یہ تقویٰ انسان کو ناجائز غصہ سے باز رکھتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ اُسے غصہ آ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کچھ نہ کچھ جواب دو گے۔ لیکن اگر انسان اُس جگہ کھڑا رہے جہاں غصہ دلانے والی حرکات ہو رہی ہیں تو پھر ایک وقت آئے گا کہ غصہ میں خود بخود دھڑک جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو غصہ سے بچانے کے لئے ایسی جگہوں سے وقار سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان:74)۔ کہ اور وہ لوگ جب اُن کو اُن کے ربّ کی ہدایات یاد دلوائی جاتی ہیں تو بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ جب بھی کوئی حکم اُن کے سامنے اُن کے رب کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے تو اُس کو غور سے سنتے ہیں۔ توبہ کرنا، جھوٹ سے بچنا، لغویات سے بچنا، یہ چند حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکامات ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کی جاتی ہے اور جن کے بارے میں اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی نے فرمایا کہ جو ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس ہم احمدی کسی دنیاوی فائدے کے لئے احمدی نہیں ہوئے۔ جہاں جماعت پر سختیاں کی جا رہی ہیں وہاں لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سختیوں کو برداشت کر رہے ہیں تو کیا اس کے مقابلے پر اُن کو کوئی دنیاوی فائدہ بھی مل رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم دنیاداروں کے ظلم اس لئے سہہ رہے ہیں کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، اُس پیشگوئی کو پورا کریں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے کی ہے کہ آخری زمانے میں جو مسیح و مہدی آئے اُسے قبول کرنا تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ اُس آنے والے کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپؑ اپنی جماعت کا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آپ نے بارہا جگہ پر نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ: ''سوا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے''۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 15)

پس جب ہم تقویٰ پر چلیں گے تو قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اُن لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جو ایک کان سے بات سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔

پس اگر ہماری عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنا ہے، ہم نے تمام احکامات پر عمل کرنا ہے، ہم نے زمانے کے امام کی نصائح پر عمل کرنا ہے تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں جو آپ کو نہیں مانتا وہ بہروں اور اندھوں میں شامل ہے۔ لیکن ہم یہ دعویٰ کر کے پھر آپ کی باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ آپ کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیوں کو نہیں ڈھالتے۔ قرآنِ کریم کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل نہیں بناتے۔ ہم منہ سے تو بیشک کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے لیکن عملی طور پر ہم آپ سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا معاملہ کر رہے ہیں۔ پس یہ بہت فکر کا مقام ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہئے۔ ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہئے''۔ ہر برائی سے اور ایسا گناہ جس کا شائبہ بھی ہو کہ یہ گناہ ہے اُس سے اجتناب کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔ فرمایا ''ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ زبانی لاف گزاف سے کچھ نہیں بنتا جب تک انسان کچھ کر کے نہ دکھائے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 326 مطبوعہ ربوہ)

پس اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ معیار قائم کرنے کی ہم کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنے مقصدِ بیعت کو پورا کرنے والے ہوں گے ورنہ غیر اگر آپ کو نہ مان کر صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہیں تو ہم ظاہری بیعت کا اظہار کر کے اپنے عمل سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ہر عورت اور مرد کو دعاؤں اور اپنی عملی حالت میں کوشش کے ساتھ تبدیلی کر کے حقیقی بیعت کنندگان میں شامل ہونے کا نمونہ دکھانا چاہئے تا کہ اُن لوگوں میں شامل ہوں جو نہ صرف اپنی نیک حالتوں کی فکر میں رہتے ہیں بلکہ اُنہیں اپنی نسلوں کی بھلائی کی بھی فکر رہتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورة الفرقان آیت :75) کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پس یہ دعا جہاں مردوں کے لئے اہم ہے وہاں عورتوں کے لئے بھی اہم ہے کہ ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اور جب ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی طرف بھی نظر ہوگی۔ ایک دوسرے کی برائیوں سے صرفِ نظر ہو گی اور ایک دوسرے کی خوبیوں کی طرف نظر ہوگی۔ میرے پاس بعض دفعہ نئے جوڑے آتے ہیں کہ نصیحت کریں، اور جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آجکل خلع اور طلاق کے حالات بڑے قابلِ فکر حد تک ہیں۔ تو مَیں اُن کو یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی برائیوں سے صَرفِ نظر کرو اور ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ اب جو شادیاں ہوگئی ہیں تو ان جوڑوں کو، ان رشتوں کو نبھاؤ اور پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ جب دعاؤں سے اور کوشش سے یہ کر رہے ہو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی کامیاب ہوں گے۔ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ماں باپ کے نیک نمونے دیکھ کر ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کی کوشش کریں گی۔ اور جب خدا تعالیٰ کے حضور مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی دعا کر رہے ہوں گے اور نسل میں سے متقی پیدا ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ نیک نسل کی دعا ہی ہے۔ کیونکہ ایک گھرانے کا سربراہ ہی اپنے گھر کا امام ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا تو اس کا مطلب ہے کہ میری نسل میں سے نیک لوگ ہی پیدا کر۔ پس جب مرد یہ دعا مانگ رہا ہوگا تو وہ اپنی بیوی اور بچوں کے متقی ہونے کی دعا مانگ رہا ہوگا۔ جب عورت دعا مانگ رہی ہوگی تو گھر کے نگران کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کے متقی ہونے کے لئے دعا مانگ رہی ہوگی۔ اور جب اس شوق کے ساتھ دعا ہوگی تو پھر اپنے آپ کو بھی تقویٰ پر قائم رکھنے کی کوشش ہوگی اور ایسا گھر پھر جنت کا نظارہ پیش کرنے والا گھر ہوگا جس میں بڑے، بچے، سب خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں گے۔ اور پھر ایسے ماں باپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ بچے اُن کے لئے ثواب کا موجب بھی بن رہے ہوں گے۔ بچوں کی نیک تربیت کا ماں باپ کو ثواب مل رہا ہوگا۔ باپ کو تو ثواب مل رہا ہوگا لیکن ماں کو بھی ثواب مل رہا ہو گا کیونکہ گھر کے نگران کی حیثیت سے ماں ذمہ وار ہے۔ بچوں کی نیکیاں اُن کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بن رہی ہوں گی۔ اور کون مومن ہے جو ایمان کا دعویٰ کرے اور پھر یہ کہے کہ مرنے کے بعد مجھے درجات کی بلندی کی ضرورت نہیں ہے۔ پس یہ دعا ایک ایسی دعا ہے جو نسلوں کے سدھارنے کے بھی کام آتی ہے اور اپنی اصلاح کے بھی کام آتی ہے اور مرنے کے بعد نیک نسل کی دعاؤں اور اعمال کی وجہ سے درجات کی بلندی کے بھی کام آتی ہے۔

اور پھر اس میں مومن کی شان کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ مومن چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ترقی کی منازل کی طرف قدم مارتا ہے۔ اُس کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ متقی خود بھی تقویٰ میں بڑھتا ہے اور اپنی نسل کو بھی تقویٰ میں بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کی تربیت کی فکر میں رہتے ہیں۔ اُن کو دین کے قریب کرتے ہیں۔ اُن میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور پھر اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے اپنی دنیا و عاقبت بھی سنوارتے ہیں۔ پس اس دعا کو بہت شدت سے اور سمجھ کر پڑھنے کی ہر احمدی عورت اور مرد کو ضرورت ہے۔ بہت سے لوگوں کو اولاد سے شکوہ ہوتا ہے کہ اولاد بگڑ گئی۔ اگر نیک تربیت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے۔ اَولاد کو اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰه بگڑنے سے بچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں''۔ (تربیت کے جو مختلف مرتبے ہیں اُن کو بھی مدّ نظر نہیں رکھتے۔ ہر عمر کے لحاظ سے تربیت کے مختلف پہلو ہیں اُن کو سامنے رکھنا چاہئے۔) فرمایا ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 562 مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی اور اپنی اولادوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا یہ طریق ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، جسے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر اگر ہماری عورتیں اس سوچ کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلیں جماعت کا مفید وجود بن کر آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کا بھی ذریعہ بن جائیں گی اور یوں یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہی زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ اُن کی نیکیاں نسلوں میں بھی جاری رہتی ہیں۔ اُن میں تنزل نہیں آتا بلکہ قدم ترقی کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عورتوں اور مردوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/اگست 2009ء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حالات زندگی مکرم نذیر احمد سانول صاحب نے بیان کئے ہیں۔

آپؒ کا اصل نام حسن تھا اور ''معین الدین'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپؒ کے والد کا اسم گرامی خواجہ غیاث الدین تھا۔ نسب پاک بارہویں پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپؒ 9 جمادی الآخر 523ھ بروز پنجشنبہ بوقت مغرب بمقام سنجر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ آپؒ کی ولادت ہوئی تو میرا تمام گھر نور سے بھر گیا تھا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ لکھتے ہیں: اصل وطن قصبہ سنجرستان ہے۔ آپ کی پیدائش اصفہان میں ہوئی اور تعلیم و تربیت خراسان میں ہوئی۔ آپ کی عمر گیارہ برس ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ تین بھائی تھے۔ آپ سمرقند تشریف لے آئے۔ یہاں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علوم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ بعدۂ عراق کا سفر اختیار کیا یہاں بھی دینی علوم کے اکتساب کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر قصبہ ہارون ضلع نیشاپور میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ علوم ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد دربار نبوی میں حاضری کے لئے مدینہ تشریف لے گئے۔ وہیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل ہوا اور ارشاد ملا: معین الدین! ہم نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و منشاء سے سلطان الہند مقرر کیا ہے۔

دربار رسالتؐ سے حکم عطا ہونے پر آپؒ نے ہندوستان میں ہجرت کی۔ ہندوستان پہنچ کر سب سے پہلے حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ کے مزار پر چلّہ کشی کی اور پھر ملتان تشریف لے گئے جو اُن دنوں ہندوستان میں علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ آپؒ نے وہاں ہندوستان میں بولی جانے والی معروف زبانیں سیکھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دلّی تشریف لے گئے۔ پھر اجمیر کا رخ کیا۔

اہل ہند کو شرک، بدرسوم اور توہمات سے نجات دلانے کے لئے آپؒ نے توحید کا پرچار شروع کیا اور اپنے اخلاق کریمانہ اور اسلام کی پُرکشش و دلنشین تعلیم سے اہل ہند کے دل جیت لئے۔ آپؒ کے ذریعہ پچاس سال کے عرصہ میں لاکھوں انسان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؒ نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہاں کے لوگ راگ رنگ کے دیوانے ہیں تو آپؒ نے بھی موسیقی کی مدد سے تبلیغ کا کام سرانجام دینے کے لئے محفل سماع کی بنیاد ڈالی۔ یہی محفل آہستہ آہستہ قوالی کی شکل اختیار کرگئی۔

خواجہ صاحبؒ کے شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے تاہم آپؒ کے خاص شاگرد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب آپؒ عرب سے ہندوستان آرہے تھے تو راستہ میں اصفہان ٹھہرے جہاں پر حضرت بختیار کاکیؒ نے آپ کی بیعت کی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں صحبت فیض کا خیال آیا تو وہ اصفہان سے ہجرت کرکے دہلی آگئے اور یہاں سے آپ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے پیغام بھیجا کہ تم وہیں بیٹھ کر دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرو، ملاقات کا بھی اللہ تعالیٰ کوئی اَور موقع پیدا کردے گا۔ انہوں نے بھی لبیک کہا اور اس مجاہدہ کو پیر کی صحبت سے زیادہ اہم گردانا۔ بعد میں خود حضرت معین الدینؒ کسی غرض سے دہلی تشریف لائے تو پیر و مرید کی آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوئیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو ساتویں صدی ہجری کا مجدد کہا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''حضرت معین الدین چشتیؒ کو ہی دیکھ لو وہ اس حال میں ہندوستان آئے کہ ابھی کوئی اور مسلمان یہاں نہیں آیا تھا۔ انہوں نے ہندوستان کو اسلام کا پیغام پہنچانا شروع کیا اور بالآخر ایک مسلم جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ یہ ان کا ذاتی فعل تھا جو انہوں نے باطنی عزم اور جرأت کی بدولت خود ہی انجام دیا''۔

مزید فرمایا: ''خواجہ معین الدین (علیہ الرحمۃ) نے سینکڑوں آدمی تبلیغ اسلام کے لئے تیار کئے جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی''۔

خواجہ صاحبؒ نے ماہ رجب 633ھ پیر کے دن سلطان شہاب الدین التمش کے زمانۂ حکومت میں انتقال فرمایا اور اجمیر شریف میں دفن ہوئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/مارچ 2009ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

سامنے سورج کے کوئی دیپ تو جلتا نہیں
غیر لیکن اس حقیقت کو ابھی سمجھا نہیں
چار جانب پھیلتی جاتی ہے دن کی روشنی
بے بصیرت آنکھ نے لیکن کبھی دیکھا نہیں
ہے جدائی غیرممکن میرے اس کے درمیاں
پھول اور خوشبو کا رشتہ آج تک ٹوٹا نہیں

محترم محمد جہانگیر جوئیہ صاحب

محترم محمد جہانگیر جوئیہ صاحب سابق امیر ضلع خوشاب کا ذکر خیر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/اگست 2009ء میں اُن کے بیٹے مکرم امان اللہ جوئیہ صاحب کے قلم سے اور روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8/اکتوبر 2009ء میں مکرم رانا عبدالرزاق خانصاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم محمد جہانگیر جوئیہ صاحب 14/جون 1942ء کو ضلع خوشاب کے ایک گاؤں روڈہ تھل میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بیس سال کی عمر میں 1962ء میں محترم حافظ ابوذر صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ اس سے قبل آپ کے متعدد رشتہ دار جن میں نانا ملک اللہ دتہ صاحب مع اہل وعیال، والدہ اور چچا شامل تھے، 1955ء میں احمدی ہوچکے تھے۔

محترم جہانگیر صاحب 1964ء میں فوج میں بطور کلرک بھرتی ہوئے لیکن پانچ سال بعد ملازمت ترک کرکے آپ نے چنوں کی تجارت شروع کردی۔ اس میں بھی دل نہ لگا تو دوبارہ پڑھائی شروع کردی اور پرائیویٹ طور پر .F.A اور .B.A کرکے لاہور لاء کالج سے .L.L.B کیا۔ 1979ء میں جوہرآباد عدالت میں پریکٹس شروع کردی۔ 1980ء میں وصیت کرلی اور اسی سال تحصیل خوشاب کے قائد خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے۔ پھر 1982ء میں خوشاب ضلع بن گیا تو آپ پہلے امیر ضلع بنائے گئے۔

آپ کو مطالعہ اور دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ روزانہ بس کے ذریعہ سفر کے دوران خوب تبلیغ کرتے۔ بہت نڈر تھے۔ خوشاب میں کئی جماعتیں آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں وجود میں آئیں جن کی تعلیم و تربیت کی طرف بہت توجہ دیتے اور کئی مساجد تعمیر کروائیں۔

آپ نے کئی مرتبہ اسیر راہ مولیٰ بننے کی سعادت پائی۔ جیل میں بھی دعوت الی اللہ جاری رہتی۔ آپ کے خلاف نو مقدمات درج ہوئے جن میں کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کا مقدمہ بھی شامل ہے۔ 1985ء میں شرپسندوں نے آپ کے چیمبر کو گرا کر سامان کو آگ لگادی جس سے ساری فائلیں خاکستر ہوگئیں۔ ایک بار سرگودھا بار روم میں مخالفین نے حملہ کرکے زخمی کردیا۔ آپ کو سول ہسپتال لے جایا گیا جہاں سے پولیس گرفتار کرکے لے گئی۔ ضمانت کی درخواست بھی منظور نہ ہوسکی اور آخر ایک سال چند ماہ کی اسیری کے بعد ضمانت منظور ہوئی۔ اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے وقت بھی آپ جیل میں تھے اور ضمانت پر رہا ہوکر جنازہ میں شامل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو ''شیرخوشاب'' کا لقب دیا تھا۔ آپ کی والدہ کی وفات پر حضورؒ نے خط میں تحریر فرمایا کہ ''ایسی مائیں کم پیدا ہوتی ہیں جو ایسا شیردل بیٹا پیدا کرتی ہیں''۔

آپ وکیل ہونے کے باوجود مقدمہ بازی سے گریز اور صلح جوئی کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ جھوٹے مقدمات کبھی نہ لیتے۔ اسی لئے اس پیشہ میں آپ کی آمدنی ناکافی ہوتی اور گزارہ زرعی زمینوں کی آمد پر ہوتا۔ چنانچہ شرفاء اور جج صاحبان کی نظر میں باعزت مقام رکھتے تھے۔

گوٹھ جوئیہ آپ نے آباد کیا اور وہاں مسجد اور مربی ہاؤس بھی تعمیر کروایا۔

محترم محمد جہانگیر جوئیہ صاحب جولائی 2000ء تک امیر ضلع خوشاب رہے جب آپ آسٹریلیا تشریف لے گئے اور وہاں جماعت آسٹریلیا کے سیکرٹری دعوت الی اللہ کے طور پر اور دیگر خدمات کی توفیق پائی۔ انتخاب خلافت کمیٹی کے بھی ممبر تھے اور خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت لندن آکر اجلاس میں شرکت کی توفیق پائی۔ آسٹریلیا جاکر غرباء کی خدمت کی خاص توفیق پائی۔ آپ ایک بزرگ انسان تھے اور آپ کو اکثر سچے خواب آیا کرتے تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ 6/جون 2008ء کو آپ کی وفات آسٹریلیا میں ہوئی۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک ہوئے۔

مکرم شیخ کریم بخش صاحب کو محترمہ فاطمہ جناح کی اہم نصیحت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اگست 2009ء میں گروپ کیپٹن (ر) محمد لطیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگی کے آخری ایام کوئٹہ اور زیارت میں گزارے۔ 1948ء کے اوائل میں آپ نے ایک جلسۂ عام میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ پاکستان میں انڈسٹری کی کمی ہے۔ اس لئے صاحب حیثیت لوگ کپڑے کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کھڈیاں لگائیں۔ اس جلسہ گاہ میں میرے والد محترم شیخ کریم بخش صاحب بھی موجود تھے جو ایک معروف تاجر اور کوئٹہ میں نائب امیر جماعت بھی تھے۔ انہوں نے اس پیغام کو سن کر ایک عزم سے کوشش شروع کردی اور جلد ہی بڑی محنت سے کھڈیاں لگاکر کام شروع کروادیا۔ پھر وہ قائداعظم کی رہائشگاہ پر حاضر ہوئے اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ قائداعظم کے سیکرٹری نے بتایا کہ وہ بہت مصروف ہیں البتہ محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات کرکے کارخانہ کے شروع کرنے کی خبر سنائی اور پوچھا کہ کس قسم کا کپڑا تیار کیا جائے؟ محترمہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ پہلے دسترخوان بنائیں اور میرے لئے بارہ دسترخوان تیار کرکے لائیں جن کا سائز 1X1 فٹ ہو۔ آئندہ ملاقات کا وقت مقرر ہوا۔ مقررہ روز محترم شیخ صاحب نہایت عمدہ بارہ دسترخوان لے کر محترمہ فاطمہ جناح کے ہاں پہنچے جو وقت مقررہ پر آپ کی منتظر تھیں۔ آپ نے دسترخوان پیش کئے تو محترمہ نے پیمائش والا فیتہ منگوایا اور ایک ایک piece کا بغور جائزہ لے کر چار ایک طرف کرکے باقی آپ کو واپس کرکے فرمایا کہ اِن آٹھ کے سائز میں نصف سے کم انچ کی کمی بیشی ہے۔ پھر فرمایا کہ انڈسٹری میں ترقی کیلئے کوالٹی کنٹرول لازم ہے۔ محترم شیخ صاحب غیرمعیاری مال لے کر واپس آئے اور ہمیشہ فرمایا کرتے کہ محترمہ فاطمہ جناح نے میرے جذبات کی تعریف کرنے کی بجائے مجھے جو سبق سکھایا وہی قوموں کی ترقی کے لئے اہم ہوتا ہے کیونکہ جذبات کی بھٹی میں اصولوں کو نہیں جھونکا جاسکتا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/مئی 2009ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

دل کی راحت کا یہ سامان رہے صدیوں تک
ہم پہ مولیٰ کا یہ احسان رہے صدیوں تک
تا قیامت رہیں ہم عشقِ محمدؐ کے اسیر
ہم فقیروں کی یہی شان رہے صدیوں تک
یوں ہی رحمت کا شجر ہم پہ رہے سایہ فگن
یوں ہی ہر درد کا درمان رہے صدیوں تک
یوں ہی اک شخص لٹاتا رہے چاہت کے گلاب
یوں ہی وہ ہم پہ مہربان رہے صدیوں تک
یہ گلستان سدا اس کی حفاظت میں رہے
ہاں خدا اِس کا نگہبان رہے صدیوں تک

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

20th April 2012 – 26th April 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 20th April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:40	Japanese Service
01:00	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th July 1996
02:50	Tarjamatul Qur'an class: recorded on 22nd November 1995
04:10	MTA Variety
05:00	Lajna Imaillah Germany Ijtema: address delivered by Huzoor on 17th September 2011
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:25	Siraiki Service
09:10	Rah-e-Huda: rec. on 14th April 2012
10:45	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:10	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith
13:45	Maidane Amal Ki Kahani
14:25	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Huzur's Jalsa Salana Address
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 21st April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 31st July 1996
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 20th April 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 14th April 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:00	Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: Islamic stories for children
09:00	Question and Answer Session: recorded on 16th February 1997. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:05	Tilawat
12:15	Story Time [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:00	Hamdiya Majlis
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
19:30	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 22nd April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: rec. on 20th April 2012
04:05	Hamdiya Majlis
04:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st August 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:55	Faith Matters
08:55	Question and Answer Session: recorded on 18th January 1995. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 15th July 2011
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:05	Roohani Khazaa'in Quiz
16:35	Muslim Scientist
16:50	Kids Time
17:25	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Real Talk
20:35	Quebec Winter Carnival
21:20	The Meaning of Life According to Islam
21:55	Friday Sermon [R]
23:05	Question and Answer Session [R]

Monday 23rd April 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:10	Quebec Winter Carnival
02:50	Friday Sermon: rec. on 20th April 2012
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th August 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tour
08:00	International Jama'at News
08:30	MTA Variety
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session. Recorded on 29th December 1997
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 3rd February 2012
11:00	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon: rec. on 7th July 2006
14:10	Bengali Service
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda: rec. on 21st April 2012
17:35	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour [R]
19:15	House of Commons Debate
20:20	Rah-e-Huda [R]
21:50	Friday Sermon [R]
23:05	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 24th April 2012

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat
00:50	Insight: recent news in the field of science
01:00	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Tour
02:10	Friday Sermon: rec. on 7th July 2006
03:35	Jalsa Salana Speeches
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th August 1996
06:00	Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Land of the Long White Cloud
09:00	Question and Answer Session: recorded on 18th January 1995. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 29th April 2011
12:15	Tilawat
12:25	Insight: recent news in the field of science
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bengali Service
15:00	MTA Variety
16:00	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:35	Land of the Long White Cloud [R]
17:00	Learning Arabic
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 20th April 2012
20:30	Insight: recent news in the field of science
20:55	Guftugu [R]
21:30	Land of the Long White Cloud [R]
22:00	Seerat-un-Nabi (saw)
22:55	Question and Answer Session [R]

Wednesday 25th April 2012

00:00	MTA World News
00:25	Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008
02:20	Learning Arabic
02:50	Land of the Long White Cloud
03:25	Guftugu
04:05	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th August 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 2nd November 2008
08:00	Real Talk
09:05	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 16th February 1997. Part 1
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: rec. on 21st July 2006
13:45	Bengali Service
14:50	Fiq'ahi Masa'il
15:20	Kids Time
15:50	MTA Variety
17:20	Al-Tarteel
17:55	MTA World News
18:15	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
19:20	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:05	Al-Tarteel [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 21st April 2012

Thursday 26th April 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Al-Tarteel
01:10	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 2nd November 2008
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:40	MTA Variety
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th August 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tour
08:05	Beacon of Truth
09:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 29th November 1995
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:05	Beacon of Truth [R]
14:05	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 20th April 2012
15:15	MTA Variety: Pakistan National Assembly 1974
16:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:25	Huzoor's Tour [R]
19:30	Huzoor's Jalsa Salana Address
20:30	MTA Variety [R]
21:25	Faith Matters [R]
22:30	Beacon of Truth [R]
23:35	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 13 April, 2012 | Issue No. 15

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔چند جھلکیاں

(ماہ جنوری 2012ء)

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(چوتھی و آخری قسط)

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سال1935ءمیں ایک معاند احمدیت نے کہا:

''مَیں اس جگہ(مراد:لدھیانہ(ناقل) کھڑے ہوکر یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ منارہ قادیانی اس کے بانی اوراس کی جماعت کا نام ونشان تک مٹ جائے گا اور یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے''۔

ایک اور سرکردہ معاند نے اعلان کیا کہ:

''ہم نے ایسا انتظام سوچا ہے اور اسے جلد جاری کرنے والے ہیں کہ ہم احمدیوں کو سیاسی طور پر اس قدر تنگ کریں گے کہ وہ پانچ سال کے اندر یا تو احمدیت چھوڑ دیں گے یا مٹ جائیں گے، بڑے بڑے آدمی اس کام میں ہمارے ساتھ ہیں۔''

اب اس قدر شدید منصوبہ بندی کے بعد 1935ء کے سال کے دوران خصوصی طور پر مصائب جھیلنے والی بعض جماعتوں اورافراد کا مختصر ترین احوال دیکھیں:

......ڈیرہ دون میں ایک احمدی لڑکی کی نعش دفن کرنے میں سخت مزاحمت کی گئی

......مسانیاں (ضلع گورداسپور) کی ایک احمدی خاتون لاٹھیوں سے زدوکوب کی گئی اسی طرح دیال گڑھ اور موضع نت میں احمدیوں کے لئے جینا دوبھر کردیا گیا۔

......وزیرآباد میں بابو محمد ابراہیم صاحب مسجد سے دھکے دے کر باہر نکال دیئے گئے نیز ایک دوسرے احمدی شمیم حسن صاحب سربازار پیٹے گئے۔

......بھدرواہ میں بعض احمدی علماء پر قاتلانہ حملہ ہوا۔

......حیدرآباد سندھ میں ایک احمدی مرزا امیر احمد صاحب پر ایک مشتعل ہجوم نے حملہ کردیا۔

......لاہور کے ایک احمدی میاں قادر بخش صاحبؓ سنہری مسجد میں پیٹے گئے بدن کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے اور وہ گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد کی سیڑھیوں تک لائے گئے جہاں سے وہ نیچے دھکیل دیئے گئے۔

......پنڈوری (ضلع گورداسپور) کے ایک احمدی عبدالکریم صاحب اپنی تعمیر کرائی ہوئی مسجد سے نکال دیئے گئے۔

......نارووال (ضلع سیالکوٹ) میں احمدیوں کے گھروں پر سنگباری کی گئی۔

......پنڈوری ضلع جہلم کے احمدیوں کے گھروں پر ساری رات خشت باری کی جاتی رہی۔سید رسول شاہ صاحب نے حضور مصلح موعودؓ کی خدمت میں اس کی اطلاع کی تو حضور نے یہ تحریر فرمایا ''مَیں آپ کو سوائے دعا کے اور کیا مشورہ دوں قادیان کو بھی بعض ظالم حکام اوراحرار نے ہمارے لئے کربلا بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔اللہ تعالیٰ ہی مدد کرے گا۔ بندے کیا حکام اور رعایا کیا ہمارے دشمن بن چکے ہیں۔آسمان وزمین کے مالک کے سوا اب ہماری جماعت پررحم کرنے والا کوئی نہیں۔''

......ایک مقام پر بہت سے شورش پسند ایک احمدی مبلغ کے مکان میں گالیاں دیتے داخل ہوئے اور کتابیں اور یسرنا القرآن کے قاعدے (جن میں قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں) زمین پر پھینک دیئے۔ایک اور احمدی مبلغ کی تمام اشیاء جن میں کپڑے بھی تھے چھین لی گئیں اور ان کا چہرہ سیاہ کرکے ان کو گدھے پر بٹھایا گیا۔

......گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ) میں ایک معمر احمدی مکرم اللہ ودایا صاحب 5/اپریل 1935ء کو وفات پا گئے ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کی نعش عام قبرستان میں دفن ہونے سے روک دی۔آخر ایک احمدی سلطان علی صاحب نے انہیں قبرستان کے پاس اپنی زمین میں دفن کیا۔

......پنڈی بھٹیاں (ضلع گوجرانوالہ) کے مشہور احمدی میاں محمد مراد صاحب برسرعام بار بار پیٹے گئے فحش گالیاں دی گئیں، پانی بند ہوا، پتھراؤ کیا گیا، دھکے دیکر مسجد سے نکال دیئے گئے اور علی الاعلان قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔

......لدھیانہ مخالفت کا گڑھ تھا جہاں احمدی بچے تک پیٹے گئے اور احمدی خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔مئی 1935ء میں یہاں احمدیوں کے خلاف ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک مقرر نے یہاں تک کہا:''ہم قادیانیوں کو زندہ یا بیمار نہیں دیکھ سکتے۔ یہ دشمنان اسلام ہیں ہم انہیں تباہ وبرباد دیکھنا چاہتے ہیں''۔

......سونگڑہ (اڑیسہ) کے احمدی زدوکوب کیے گئے ان کی فصلیں اور باغات کاٹ ڈالے گئے اور گھروں میں دن دیہاڑے گھس کر مال لوٹ لیا گیا۔

......مڈھ رانجھا (ضلع سرگودھا) کے ایک احمدی حاجی برخوردار صاحب کی نعش قبرستان میں دفن کرنے سے روک دی گئی۔

......بٹالہ کے ایک غریب احمدی دوکاندار پر حملہ کیا گیا۔

......پشاور میں 9/جون کو ایک احراری والنٹیئر عبدالعزیز نے حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ کو گولی کا نشانہ بنانا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت سے حضرت قاضی صاحبؓ بال بال بچ گئے۔

......منجن گڑھ علاقہ میسور میں 16/جون کو ایک احمدی مبلغ کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے اور ایک ہزاروی مولوی نے ان کی کتابیں کاغذ اور نقدی چھین لی۔

......میانجی خیل علاقہ کوہاٹ میں ایک مخلص احمدی یحییٰ الدین صاحب کو مخالفین نے مار مار کر ادھ موا کردیا۔ٹانگ پر ایسا کاری زخم آیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے لنگڑے ہوگئے اس کے بعد جولائی میں ایک دشمن کے ہاتھوں سخت مجروح ہوئے۔یہ حملہ رات کے بارہ بجے اس وقت کیا گیا جبکہ آپ سورہے تھے اس حملہ میں مولوی صاحب موصوف کو ایک زخم سر پر آیا اور ایک چوٹ سینے پر لگی۔

......گوجرہ میں تین احمدیوں میاں عبدالواحد صاحب پہلوان وغیرہ کے خلاف احراریوں نے دفعہ 452 کے تحت مقدمہ دائر کردیا جو کئی ماہ تک چلتا رہا۔''

(تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ:490 تا 492)

ماضی کی ہلکی سی منظرکشی کرنے کے بعد قارئین کے سامنے زمانہ حال کی چند جھلکیاں پیش کرنے کے لئے نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ جنوری 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے اورمخالفین کو ہمیشہ کی طرح اب بھی ناکامی نصیب کرے۔آمین ثم آمین

احمدی کا جنازہ بھی پڑھنے نہ دیا گیا

......**370ٹی ڈی اے، ضلع لیہ:** مکرم محمد یوسف کھوکھر صاحب کی وفات مورخہ 12 جنوری کو ہوئی۔ آپ نے چار سال قبل 2008ء میں احمدیت قبول کی تھی اور آپ ایک مخلص احمدی تھے۔

مکرم یوسف صاحب کے احمدی دوست بعد وفات آپ کے گھر پہنچے تا کہ تجہیز وتکفین کا انتظام کرسکیں لیکن آپ کی برادری والوں نے احمدیوں کو تجہیز وتکفین کرنے سے روک دیا اور ایک غیر احمدی مولوی سے جنازہ پڑھوا کر تدفین کروادی۔یہ احمدیوں کا ہی ظرف اوراعلیٰ تربیت ہے کہ وہ اس قدر ناانصافی پر بھی محض للہ خاموش رہے اور امن وامان کی خرابی کے مرتکب نہ ہوئے۔

ایک احمدی کی تدفین میں حائل مشکلات

......**تلونڈی بھنڈراں، نارووال، دسمبر 2011:** مکرم عماد علی صاحب ابن مکرم خورشید احمد صاحب نے چار سال قبل احمدیت قبول کی تھی آپ کے چار بھائی ہیں اور ایک بڑا کنبہ ہے۔آپ کو آغاز سے ہی اپنے خاندان والوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا ہے کیونکہ آپ اپنے رشتہ داروں میں اکیلے احمدی تھے۔

آپ کا نومولود بیٹا ولادت کے آٹھویں روز اللہ کو پیارا ہوگیا۔ولادت کے بعد مکرم عماد صاحب نے اپنے بڑے بھائی سے درخواست کی کہ اسلامی طریق کے مطابق میرے نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان کہہ دیں لیکن بھائی نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ وہ کسی کافر بچے کے کان میں اذان نہیں دے گا۔

لیکن جب بچہ بقضائے الٰہی وفات پا گیا تو مکرم عماد صاحب نے اس کی تجہیز وتکفین کے لئے جماعتی طریقہ کار اختیار کرنا چاہا لیکن غیض وغضب سے بھرے ہوئے آپ کے بھائی نے نہ صرف عماد صاحب کو ایسا کرنے سے روک دیا بلکہ احمدیوں کو جنازے میں شامل کرنے پر شدید نتائج کی دھمکیاں بھی دیں۔

اب مکرم عماد صاحب کو اپنے بھائی کی طرف مولویوں کے اکسانے پر شدید خطرات کا سامنا ہے حتی کہ آپ کو فسادیوں نے احمدیت نہ چھوڑنے کی صورت میں آپ کے نوزائیدہ بچے کی قبرکشائی کرنے کی دھمکی دی ہے۔

پنجاب میں صوبائی وزیر اور توہین کا قانون

......**لاہور،7جنوری:** پاکستان کی پنجاب اسمبلی کے فورم پر مسلم لیگ نون کے ٹکٹ سے رکن صوبائی اسمبلی کا اعزاز جیتنے والے ایک معزز رکن کے خیالات کا اندراج قارئین الفضل کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔ایکسپریس ٹریبیون کے 7/جنوری کے شمارہ سے چند اقتباسات:

......''چوہدری عبدالغفور صوبائی وزیر برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بروز جمعہ بیان دیا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین کا ارتکاب جاری رہا تو صوبہ میں امن وامان کے قیام کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی ہے۔وزیر موصوف نے مزید کہا کہ ایماندار ہر دفعہ عدالت کے فیصلہ کا انتظار نہیں کرسکتے ہیں اور غفور صاحب نے اقلیتی ممبران کو مشورہ دیا کہ وہ عدالت سے آسیہ بی بی کے مقدمہ کے عدالتی فیصلہ تک انتظار کریں۔اور کہا کہ ''اگر گستاخ پیدا ہوتے رہیں گے تو معاشرے میں نئے غازی علم الدین بھی جنم لیں گے۔''

قبل ازیں جھنگ سے مسلم لیگ نواز کی ٹکٹ سے ممبر صوبائی اسمبلی محمد الیاس چنیوٹی نے امن وامان کے حوالہ سے جاری بحث کے دوران کہا کہ اقلیتوں کو

باقی صفحہ نمبر4 پر ملاحظہ فرمائیں